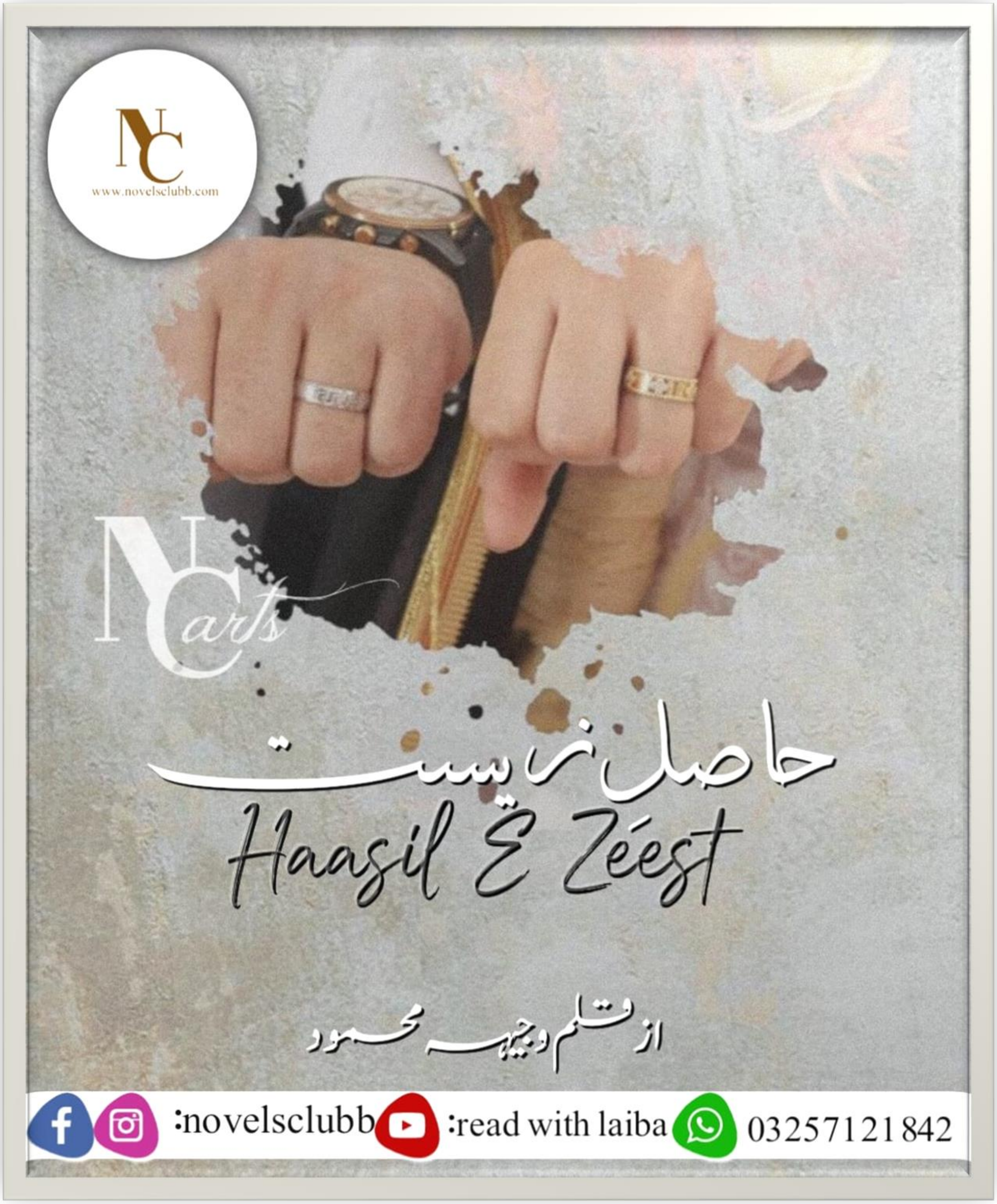
www.novelsclubb.com
حاصلِ زیست
Haasil E Zéest
از قلم وجیہہ محمود
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

حاصلِ زیست

از قلم

وجیہہ محمود

www.novelsclubb.com

"حاصلِ زیست"

از قلم (وجیہہ محمود)

تیسری قسط

کون کہتا ہے جہاں میں عاجزی ماں باپ ہیں

میں تو کہتا ہوں کہ ہر گھر کی خوشی ماں باپ ہیں

جو مہکتی ہے گلابوں کی طرح اولاد میں

www.novelsclubb.com

گلشنِ قدرت کی ایسی تازگی ماں باپ ہیں

مجھ کو لگ سکتی نہیں ہے اِس زمانے کی نظر

میں ہوں خوش قسمت میرے سر پر ابھی ماں باپ ہیں

بھیج کر ماں باپ کو گھر سے اندھیرا مت کرو

یہ حقیقت ہے کہ گھر کی روشنی ماں باپ ہیں

بھول کر ماں باپ کو کیوں پھر رہے ہو دربدر

زندگانی کا خزانہ واقعی ماں باپ ہیں

زندگی قربان کر دی جس نے بچوں کے لی

اب تو سمجھو دوستو کتنے سخی ماں باپ ہیں

ہال میں اِس وقت بالکل سناٹا تھا، ہال کی چھت پر نسب لائٹس پورے ہال کو روشنیوں میں نہلا رہی تھیں، سٹیج کے سامنے لگی ڈھیروں کرسیوں پر اس وقت طلبا موجود تھے جو بہت دلچسپی سے سٹیج پر موجود چیف گیسٹ کی باتیں سن رہے تھے، ہال میں چھائی لمحے بھر کی خاموشی کو دوبارہ اُن کی آواز نے توڑا،

"انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ اُس کے والدین ہیں اور انسان کو کسی بھی چیز کی قدر و قیمت کا احساس صرف تب ہی ہوتا ہے جب وہ اُسے کھو دیتا ہے۔ کبھی غور

کیا ہے؟ ہماری ماں ہمارے جسم پر آنے والے ہر زخم پر ہم سے زیادہ تکلیف میں ہوتی ہے، ہماری چاہت میں وہ اپنی زندگی بھلا دیتی ہے، ہماری بڑی سے بڑی خطائیں پل میں معاف کر دیتی ہے اور ہمارے باپ۔۔" وہ لمحے بھر کو رکیں، ڈائز سے کچھ پیچھے ہٹیں اور سب طلبا کی طرف دیکھا جو توجہ سے اُن کی بات سن رہے تھے۔

"اور ہمارے باپ ہمارے لیے اپنے خاندان سے، اِس دنیا سے، سب سے لڑ جاتے ہیں، زمانے کی تپتی دھوپ سے ہمیں بچانے والی ذات ہمارے باپ ہی ہوتے ہیں، جن کے سر سے سایہ اٹھ جاتا ہے وہی جانتے ہیں کہ زمانے کی تپش کس قدر جان لیوا ہے، یقین مانیے اِس دنیا میں وہ انسان خوش نصیب ہے جس کے سر پہ اُس کے والدین کا سایہ موجود ہے۔ ماں نہ ہو تو دلاسہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا اور باپ نہ ہو تو زندگی کی دوڑ میں اچھا مشورہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا" اُن کی آنکھوں میں نمی جھلملانے لگی اور اُس نمی کا تاثر اُن کی آواز میں بخوبی محسوس کیا جا سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میری ایک بات یاد رکھیے گا! ماں باپ کی قدر کریں، اُن کی نصیحتوں پر عمل کریں یقین مانیں اگر آپ والدین کا ہاتھ پکڑ کر رکھیں گے تو کبھی کسی کے پاؤں پکڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، والدین کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام دنیا دیکھتی ہے! والدین کو دکھ دینے والے کو دنیا کو کوئی سکھ نصیب نہیں ہوتا" وہ یہ بات کہتیں ڈائیز سے پیچھے ہٹیں اور اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگیں، آنسو اُن کے حلق میں جمع ہو چکے تھے، اُنہیں بولنے میں مشکل کا سامنا تھا۔

"آخر میں بس میں یہی کہوں گی کہ اپنے والدین کی قدر اُن کی زندگی میں کیجیے کیونکہ تصویریں کبھی کسی کی کمی پوری نہیں کر سکتیں" وہ یہ کہتیں مائک کا بٹن آف کرتیں اسٹیج پر رکھی گئی کرسیوں کی طرف بڑھ گئیں، پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ سامنے طلبا میں موجود ایک لڑکی نے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کے کان میں سرگوشی کی،

"یار یہ کتنا اچھا بولتی ہیں نہ، سچی میں تو ایموشنل ہوگئی تھی" وہ اپنی آنکھوں میں موجود آنسو صاف کرتی ہوئی بولی،

"ہاں یار، واقعی اِن کے الفاظ میں بہت اثر ہے" دوسری لڑکی بھی پہلی لڑکی کی بات سے متفق ہوتی بولی،

"یہ ہیں کون؟ تعارف کروایا تھا پرنسپل نے مگر میں سن نہیں سکی" پہلی لڑکی نے دوسری لڑکی کی جانب دیکھتے اُس سے سوال کیا،

"یہ سبرینہ احمد ہیں، لاہور کی ایک بہت بڑی (این جی او) **"آفریدی ٹرسٹ"** کی اُونر"

صبح صادق کا وقت تھا، فجر کی آذان ہوئے آدھا گھنٹہ بیت چکا تھا، آسمان پر نمودار ہوتی ہلکی ہلکی روشنی سورج کی آمد کا اعلان کر رہی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا سے ہلتے پتے جھوم کر اپنے پاک رب کا شکر ادا کر رہے تھے، پرندے بھی اپنے اپنے انداز میں اپنے رب کی حمد و ثنا میں مصروف تھے۔ سفید اور سنہرے رنگ کے پتھر سے بنے

www.novelsclubb.com

اِس گھر کے تمام مکین بھی اب بیدار ہو چکے تھے۔اِس گھر کے داخلی دروازے پر ایک تختی لگی تھی، جس پر ایک نام کندہ تھا، "حیات صدیقی (مرحوم)"۔

اس گھر کے ایک کمرے میں اِس وقت واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی، اس کمرے کی دیواروں کا رنگ سفید تھا، کمرے میں ایک بیڈ موجود تھا، جس پر اس وقت ہلکے نیلے رنگ کی چادر بچھی تھی اور چادر پر ایک سیاہ کوٹ پڑا تھا۔بیڈ کی ایک جانب ڈریسنگ ٹیبل موجود تھا جبکہ دوسری جانب الماری رکھی تھی، الماری کی دائیں جانب ایک ٹیبل پڑا تھا جس پر حیات صاحب اور آبرو کی تصویر فریم کروا کر رکھی گئی تھی اور دوسری جانب ایک سفید رنگ کی فائل پڑی تھی جس کے پہلے صفحے پر تحریر کردہ الفاظ کچھ یوں تھے "ایڈوکیٹ آبرو صدیقی"۔اِس کمرے میں موجود کھڑکی سے آتی سورج کی کرنیں اِس فائل پر پڑتے، اِس پر لکھے نام کو روشن کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

واشروم کا دروازہ کھلا اور آبرو بالوں کو تولیے میں لپیٹے باہر آئی، اُس نے سفید رنگ کا کرتا شلوار پہن رکھا تھا، وہ چلتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی، اپنے بالوں کے گرد لپٹا تولیہ کھولا اور اُس تولیے سے اپنے بال خشک کرنے لگی، بالوں سے گرتی پانی کی بوندیں فرش پر نمی پیدا کرنے لگی تھیں۔ بالوں کو خشک کرتے اُس نے تولیے کو ایک طرف رکھا اور سامنے پڑا برش اٹھا کر اپنے بال سلجھانے لگی۔ بالوں کو سنوارتے اُس نے برش کو واپس اُس کی جگہ پہ رکھا اور نظر آئینے میں موجود اپنے عکس پر ڈالی، آج پانچ سال گزر جانے کے بعد بھی وہ ویسی ہی تھی، کچھ بھی نہ بدلا تھا، اُس کے بالوں کی لمبائی میں ایک اِنچ اضافہ بھی نہ ہوا تھا، وہ ویسی ہی تھی دُبلی پتلی۔ کیا اِن پانچ سالوں میں کچھ بھی نہ بدلا تھا؟ کیا وہ آج بھی وہی پانچ سال پہلے والی آبرو تھی؟ نہیں بالکل نہیں، چاہے ظاہری طور پر اُس میں کوئی تبدیلی نہ آئی ہو مگر یہ بات وہ جانتی تھی کہ اِن پانچ سالوں نے آبرو کو مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا تھا۔ یہ پانچ سال آبرو کو صدیوں کی مسافت معلوم ہوتے تھے، ایک ایسا راستہ

معلوم ہوتے تھے جس پر کانٹے بچھے ہوں، جن سے اُس کے پاؤں مکمل طور پر زخمی ہوں مگر اُس کے آس پاس موجود لوگ نہ تو اُن کانٹوں کو دیکھ سکتے تھے نہ اُس کے زخمی پاؤں کو۔

آبرو نے آگے بڑھ کر ایک ہیئر کلپ اٹھایا اور اپنے گیلے بالوں میں لگالیا، نگاہ دوبارہ اپنے عکس پر پڑی اور اس بار نگاہ ٹھہر گئی، آبرو کا ہاتھ بے اختیار اُٹھا اور اپنے ماتھے پر دائیں جانب بھنوؤں کے عین اوپر ایک نشان پر ٹھہر گیا، یہ ایک ایسا زخم تھا جسے آبرو اپنی پوری زندگی نہیں بھلا سکتی تھی، زخم تو بھر چکا تھا مگر نشان ابھی باقی تھا۔ ان پانچ سالوں کے کانٹوں بھرے رستے میں آبرو نے ایک کھائی کا سامنا کیا تھا جس کا نتیجہ یہ نشان تھا، آبرو گزرے وقت کی تمام تلخیوں کو اگر بھلا بھی دیتی تو وہ کبھی اس نشان اور اس سے منسلک اُس واقعے کو نہیں بھلا سکتی تھی۔ اس نشان کو دیکھتے ہی سب ایک بار پھر تازہ ہونے لگا تھا، وہ اندھیری رات، وہ لوگ، وہ قہقہے، وہ لمس! آبرو کا ہاتھ بے اختیار اپنی گردن پر گیا، اُسے سانس لینے میں دشواری ہونے

www.novelsclubb.com

لگی تھی۔ وہ فوراً آئینے کے سامنے سے ہٹتی کھڑکی کی جانب آئی اور تازہ ہوا میں گہری سانسیں لینے لگی، کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد آبرو واپس ڈریسنگ کے سامنے آئی اور بغیر آئینے میں دیکھے سامنے پڑے جیولری باکس میں سے ایئر رنگز تلاشنے لگی، مسلسل ڈھونڈنے پر جب وہ اُسے نہ ملے تو وہ الماری کی جانب بڑھی اور اُس میں سے اپنا پرس نکال کر اُس میں دیکھنے لگی، کچھ دیر بعد اُسے سرمئی رنگ کے دو چھوٹے چھوٹے ٹاپس مل گئے، اُنہیں اپنے کانوں میں پہنتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی، بیڈ پر پڑا اپنا کوٹ پہنا، پاؤں کو سیاہ رنگ کی ہیلز میں قید کرتے، سفید دوپٹہ نفاست سے لیتے اپنا بیگ اٹھایا اور سامنے پڑی فائل اٹھاتے وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھولتی باہر جانے لگی۔

www.novelsclubb.com

وقت کے حساب سے چلنا پڑتا ہے

ٹھوکر کے بعد آخر سنبھلنا پڑتا ہے

ساتھ دینے والے جب اوقات بتانے لگتے ہیں

امید کے جھوٹے خواب سے نکلنا پڑتا ہے

جب ضمیروں کا سودا سرعام ہونے لگے

نقصان سچ بولنے کا بھرنا پڑتا ہے

جس وقت کھلونا سمجھتے ہیں ہم کو ہمارے عزیز

پھر قسمت کے ہاتھوں بہلنا پڑتا ہے

وقت کے حساب سے چلنا پڑتا ہے

www.novelsclubb.com

ٹھوکر کے بعد آخر سنبھلنا پڑتا ہے

اُس نے سامنے پڑی خوبصورت چوڑیوں کو اٹھایا اور آہستہ آہستہ اپنے دونوں ہاتھ میں پہننے لگی، چوڑیاں پہن کر اُس نے ایک نگاہ سامنے آئینے میں نظر آتے اپنے

سراپے پر ڈالی، نارنجی رنگ کے خوبصورت کامدار فراک کے ساتھ شرارہ پہنے، بالوں کا خوبصورت سٹائل بنائے، دونوں کانوں میں پھولوں سے بنے خوبصورت آویزے، گردن میں پھولوں سے بنا خوبصورت ہار، دونوں ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے وہ بہت خوبصورت نظر آرہی تھی، میک اپ نے اس کے چہرے کے نقوش کو مزید حسین بنادیا تھا۔ مہینہ کیسے گزرا اُسے پتہ ہی نہ چل سکا۔ آج وہ دن بھی آپہنچا تھا جس کے لیے وہ اپنے آپ کو بہت دیر سے تیار کر رہی تھی۔ آج اُس کی زندگی کا ایک بہت اہم دن تھا مگر اُس کی کتھئی آنکھیں ویران تھیں۔ اتنی خوشی کے موقع پر وہ بجھی ہوئی نظر آرہی تھیں، وہ آئینے کے سامنے ہی کھڑی تھی کہ اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور سکینہ بیگم داخل ہوئیں،

"سبرینہ بیٹا، تیار۔۔" اُن کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب سبرینہ اُن کی جانب مڑی، سکینہ بیگم کی آنکھیں اپنی بیٹی کا یہ روپ دیکھ کر بھرنے لگیں، وہ

آنکھوں میں نمی لیے اُس کے قریب آئیں اور اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے اُس کے ماتھے پر بوسہ دیا،

"ماشاءاللہ، اللہ نظرِبد سے بچائے" اُن کی آواز میں نمی گھلنے لگی،

"آمین" سبرینہ کی آواز بمشکل ہی سکینہ بیگم سن پائیں،

"تیار ہو؟" اُس کے سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے، وہ پوچھنے لگیں۔

"جی" سبرینہ سر جھکائے بولی مگر اُس کی آنکھوں میں موجود ویرانی سکینہ بیگم سے پوشیدہ نہ رہ سکی،

"خوش تو ہو نہ بیٹا۔۔" وہ اُس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی پوچھنے لگیں، اُن کی بات پر سبرینہ نے اپنا جھکا سر اٹھایا،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جی امی، میں خوش ہوں" وہ اُن کی آنکھوں میں دیکھتی، جبراً مسکرائی (اُس کے الفاظ اُس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے) جس پر سکینہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اُس کے ہاتھ چھوڑے کہ اچانک اُن کی نگاہ اس کی انگلی میں موجود انگوٹھی پر پڑی۔

"سبرینہ بیٹا یہ کون سی انگوٹھی پہنی ہے؟ وہ دوسری انگوٹھی کہاں ہے؟" وہ اُس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی دیکھ کر پوچھنے لگیں، اُن کی بات پر سبرینہ نے اپنے انگلی میں موجود انگوٹھی کو ایک نظر دیکھا،

"کون سی انگوٹھی امی؟" وہ جانتے ہوئے انجان بنی تھی۔

"وہی بیٹا حزیفہ والی" سکینہ بیگم ایک ہفتہ پہلے ہونے والی رسم کے طور پر سبرینہ کو حذیفہ کی طرف سے پہنائی جانے والی انگوٹھی کا ذکر کر رہی تھیں۔

"جی، وہ۔۔" سبرینہ کچھ بولنے ہی والی تھی کہ باہر سے رقیہ بیگم نے سکینہ بیگم کو آواز دی۔

"بیٹا میں بچیوں کو بھیجتی ہوں تاکہ تمہیں رسم کے لیے باہر لے آئیں تب تک تم جلدی سے وہ انگوٹھی پہن لو، ورنہ رقیہ بھابی کو برا لگے گا" وہ اس کا کندھا تھپتھپاتیں باہر چلی گئیں جبکہ پیچھے کھڑی سبرینہ نے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب مڑتے اپنا جیولری باکس کھولا اور اُس میں موجود ایک خوبصورت انگوٹھی نکالی، یہ وہی انگوٹھی تھی جس کا سکینہ بیگم اسے پہننے کے لیے کہہ کر گئی تھیں، اس نے انگوٹھی نکال کر ٹیبل پر رکھی اور اپنے ہاتھ میں موجود انگوٹھی اتار کر اُس نے جیولری باکس میں ڈال دی اور ٹیبل پر پڑی انگوٹھی اٹھالی، اُس انگوٹھی کو پہنتے اس کے دماغ میں ایک جملہ گونج رہا تھا، "آج سے آپ میری امانت ہیں" اُس کا دل پھٹ جانے کو تھا مگر اپنے آپ پر قابو رکھتے اس نے اپنے آپ کو رونے سے باز رکھا۔ اُسے باہر سے لڑکیوں کی آوازیں آنے لگی تھیں وہ یقیناً اسے ہی لینے آرہی تھیں، اُس نے ایک نظر بیڈ کے نیچے سے نظر آتے سیاہ بیگ کو دیکھا اور گہری سانس لیتے دروازے کی جانب چل پڑی۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کا واسطہ ہے جلدی کر لو" رُتبہ ڈائننگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی غصے سے چلا رہی تھی۔

"مجھے پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے، اگر پروفیسر اکرم نے آج مجھے کلاس میں داخل نہ ہونے دیا تو دیکھنا حرم میں تمہارا کیا حشر کروں گی" وہ اپنے سامنے پڑے پراٹھے کا آخری نوالہ بنا کر منہ میں ڈالتی بولی،

"اِصباح گھنٹہ ہونے والا ہے تمہیں چائے بناتے ہوئے، اب لے بھی آؤ" وہ کھاتے ہوئے مسلسل بول رہی تھی، آبرو اس کے عین پیچھے آکر کھڑی ہو گئی،

"سب مل کر مجھے لیٹ کرواؤ، اگر۔۔" وہ بولتی بولتی ایک دم مڑی اور آبرو کو اپنے پیچھے کھڑا دیکھ کر اُس کی چلتی زبان کو بریک لگی۔

"السلام و علیکم" آبرو اسے سلام کرتی، اُس کی چھوڑی کرسی کے ساتھ موجود دوسری کرسی پر بیٹھ گئی اور فائل کو ایک طرف رکھ دیا،

"وعلیکم السلام، تم کب آئی؟" رُتبہ واپس کرسی پر بیٹھ گئی،

"جب تم چیخ چیخ کر سب کو بتا رہی تھی کہ تم لیٹ ہو رہی ہو" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، اِس سے پہلے کہ رُتبہ کچھ بولتی کچن سے اِصباح بھاگتی ہوئی آئی اور اپنے ہاتھ میں موجود چائے کا کپ رُتبہ کے سامنے رکھا دیا۔

"یہ لو اپنی چائے" وہ کپ اس کے سامنے رکھ کر، خالی پلیٹ اٹھاتی بولی،

"آبرو تم۔۔ تم نے تو آج کی چھٹی لی تھی نہ" آبرو پر نظر پڑتے ہی، اُسے تیار دیکھ کر اِصباح بولی،

"ہاں لی تھی، بَٹ وہ ایک کیس سے ریلیٹڈ ایک ضروری کام تھا، اس لیے جانا پڑے گا" وہ تحمل سے بولی۔

"مگر تمہاری طبیعت۔۔"

"ہلکا سا بخار تھا،اب ٹھیک ہوں "اِصباح کی بات مکمل ہونے سے پہلے آبرو بول پڑی

"چلو ٹھیک ہے، جیسے تمہاری مرضی، میں تمہارے لیے ناشتہ لے کر آتی ہوں "اِصباح آبرو سے کہتی پلٹنے ہی والی تھی کہ آبرو بولی،

"نہیں رہنے دو، میں بس چائے لوں گی "آبرو رُتبہ کے سامنے پڑے چائے کے کپ کو اپنے آگے کرتی بولی،

"آبرو یہ میری ہے! "رُتبہ نے احتجاج کیا۔

"اب یہ میری ہوئی "آبرو چائے کے کپ کو لبوں سے لگاتی بولی،

"صحیح کہہ رہی تھی میں، تم سب ملے ہوئے ہو، میں روز تم سب کی وجہ سے لیٹ ہو جاتی ہوں "رُتبہ کے لہجے میں خفگی تھی،

www.novelsclubb.com

"چائے بہت اچھی ہے اِصباح" آبرو جان بوجھ کر رُتبہ کو چڑاتے ہوئے بولی، جس پر اِصباح کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے،

"رُتبہ تم حرم کو دیکھو، میں تمہارے لیے چائے لاتی ہوں" اِصباح رُتبہ کو مخاطب کرتی کچن کی طرف چلی گئی۔

"حرم کی بچی، تم تو آج گئی" ایک نظر مزے سے چائے پیتی آبرو پر ڈالتی، وہ اونچی آواز میں کہتی حرم اور اپنے مشترکہ کمرے کی جانب چل پڑی جبکہ پیچھے بیٹھی آبرو کے لب اُس کے انداز پر مسکراہٹ میں ڈھلے۔

---

www.novelsclubb.com

صبح کے چار بجے کا وقت تھا، ہر سو تاریکی تھی، فجر کی آذان میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے، گلیاں محلے بالکل سنسان پڑے تھے۔ سامنے نظر آتے دو منزلہ مکان پر لگی سنہری بتیاں اس وقت روشن تھیں، اُن کی روشنی کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ یہ گھر شادی والا گھر تھا۔ اچانک وہ جلتی بتیاں بجھ گئیں، اِس وقت اس محلے میں

موجود روشنی کا واحد ذریعہ بھی ختم ہو گیا۔اُس گھر کے دروازے کے قریب مدھم سی آہٹ پیدا ہوئی اور دروازہ کھل گیا، جس میں سے پہلے ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا بیگ باہر آیا اور پھر ایک چادر میں لپٹا ہوا وجود!

اِس وجود نے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا جس کے باعث اُس کو پہچاننا مشکل تھا، اس وجود نے بغیر آہٹ پیدا کیے دروازہ واپس بند کیا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔اس کے خدوخال سے وہ نسوانی وجود معلوم ہوتا تھا، اُس گھر سے کافی دور جا کر اُس نے اپنے بیگ کی جیب سے موبائل نکالا اور اُس کی انگلیاں موبائل کی سکرین پر تیزی سے کچھ ٹائپ کرنے لگیں، اُس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔موبائل کو واپس اپنی جیب میں ڈالتے اُس نے نظریں اٹھا کر اُس گھر کی جانب دیکھا جہاں سے وہ بھی آئی تھی۔اُس کی آنکھیں بھرنے لگیں، آنکھوں میں آنسو اس قدر بڑھ گئے کہ سامنے کا منظر دھندلا ہونے لگا، اُس نے اپنی آنکھوں کو سختی سے صاف کیا تو اُس کی آنکھیں واضح ہوئیں، اُس کی آنکھوں کا رنگ کتھئی تھا!

www.novelsclubb.com

دوپہر کا ایک بج چکا تھا، سورج سوا نیزے پر تھا، تمام درخت اور پودے مرجھائے ہوئے تھے، ہوا کا کوئی وجود نہ تھا، تمام پتے ساکت تھے، پھول پودے پیاس کی شدت سے بے چین تھے۔ "سِول ہاسپٹل لاہور" کی عمارت کے سامنے بھی رش نہ ہونے کے برابر تھا اور یہ اس گرم دوپہر کا نتیجہ تھا۔ ہاسپٹل کے ایک کمرے میں اس وقت تین نفوس موجود تھے، ایک ادھیڑ عمر کی خاتون جو اس وقت نیم مدہوشی کی عالم میں بیڈ پر لیٹی تھیں، اُن کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں دبائے ایک 20 سالہ لڑکی، جو مسلسل آنسو بہا رہی تھی جبکہ اُن دونوں کے قریب ایک 28 سالہ نوجوان پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ کمرے کے بند دروازے کے کھلنے پر وہ ایک دم رکا اور دروازے کی جانب دیکھا، جہاں سے دو ڈاکٹر داخل ہوئے تھے، وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے اُس عورت کے قریب آئے۔ اُن میں سے ایک نے اپنی گردن میں ڈالا اِسٹیتھوسکوپ اتارا اور اس عورت کی دھڑکن کا جائزہ

لینے لگا۔وہ لڑکا اب اُن دونوں کے قریب آچکا تھا،اُس نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اُس کے پاس کھڑے دوسرے ڈاکٹر نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے بولنے سے روکا مگر وہ لڑکا پھر بھی نہ رکا،

"یہ آپ لوگ کیا بار بار ان کی ہارٹ بیٹ ہی چیک کیے جا رہے ہیں،پہلے بھی آپ نے آکر یہی کیا تھا" وہ انتہائی روکھے انداز میں بولا،

"آپ کو دکھائی نہیں دے رہا،کیا حالت ہو گئی ہے اِن کی! آپ ہیں کہ بس ایک ہی کام بار بار کیے جا رہے ہیں،اگر میری امی کو کچھ ہوا تو پھر۔۔"

"کیا آپ دو منٹ خاموش رہ سکتے ہیں مسٹر" وہ ڈاکٹر جو عورت کی نبض کا معائنہ کر رہا تھا، تحمل سے اُس لڑکے کی بات کاٹتا ہوا بولا،

"نہیں! نہیں ہو سکتا میں خاموش،پہلے آپ مجھے بتائیں کہ اِنہیں ہوا کیا ہے؟ اگر اِنہیں کچھ ہو گیا تو آپ کو کیا فرق پڑے گا! ماں تو میری ہے۔۔"اُس کے باقی الفاظ

منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ وہ ڈاکٹر اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اُس کی جانب آنے لگا۔

"سب کچھ نارمل ہے، کچھ دیر پہلے اِن کو جو ڈرپ دی گئی تھی یہ ابھی اُسی کے زیرِ اثر ہیں" وہ اطمینان سے بولتا اُس کے قریب آیا،

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے، بہت جلد یہ ٹھیک ہو جائیں گی، انشاءاللہ" وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا، جس کے جواب میں وہ لڑکا خاموش رہا۔

"اور میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا!" اب وہ اپنا ہاتھ اُس کے کندھے سے ہٹا چکا تھا۔

"ایک مریض ڈاکٹر کے لیے بھی اُتنا ہی اہم ہے، جتنا وہ اپنے گھر والوں کے لیے ہوتا ہے" اُس عورت کے پاس بیٹھی لڑکی جو تب سے سر جھکائے رو رہی تھی، اُس نے

نظریں اٹھا کر ڈاکٹر کی جانب دیکھا، آنسوؤں نے سامنے کا منظر دھندلا کر ڈالا تھا، اُس نے اپنے ایک ہاتھ سے اپنی آنکھیں صاف کیں تو سامنے کا منظر صاف ہوا۔

"بے شک ہمارا مریض سے کوئی خونی رشتہ نہیں ہوتا مگر" وہ لمحے بھر کو رکا

"ہمارا اُن سے انسانیت کا رشتہ ہے اور انسانیت کا رشتہ ہر رشتے سے بالا تر ہوتا ہے" وہ لڑکی اپنی دونوں نظریں جمائے اُس ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی، بے حد خوبرو شخص، کھڑی مغرور ناک، کشادہ پیشانی، بھُوری آنکھیں، عنابی لب، چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، بے حد سرخ گوری رنگت، وہ بلاشبہ ایک 27،28 سالہ خوبصورت مرد تھا، وہ اِس وقت سرجن کے مخصوص لباس میں موجود تھا۔ اُسے وہ ساحر معلوم ہو رہا تھا مگر وہ اُسے معلوم نہ ہو سکا کہ سحر اُس کی شخصیت کا تھا یا اُس کے الفاظ کا!

"میں میڈیسن لکھ کر دے رہا ہوں، ٹائمنگز آپ کو ڈاکٹر اِبتہاج بتادیں گے" اُس نے کاغذ پر پین چلاتے ہوئے اُس لڑکے کو مخاطب کیا اور وہ کاغذ پاس کھڑے ڈاکٹر اِبتہاج کو پکڑاتے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔

"یہ۔۔یہ کون ہیں؟"ڈاکٹر اِبتہاج کے پاس کھڑے اُس لڑکے نے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے ابھی وہ ڈاکٹر باہر گیا تھا۔

"یہ یہاں کے نئے کارڈیک سَرجن (دل کا ڈاکٹر) ہیں، ابھی ہفتہ ہی ہوا ہے اِنہیں یہاں آئے ہوئے"ڈاکٹر اِبتہاج نے مصروف انداز میں کاغذ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"نام کیا ہے اِن کا؟"وہ لڑکا اب بھی وہیں دیکھ رہا تھا۔

"محمد تاشفین احمد"ڈاکٹر اِبتہاج کی آواز اُس لڑکے کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

سکینہ بیگم اِس وقت سب مہمانوں کو ناشتے کے لیے جمع کر رہی تھیں، شادی والا گھر تھا کوئی مہمان کسی کونے میں پایا جاتا تو کوئی کسی دوسرے کونے میں۔ بالا آخر وہ سب کو جمع کرتیں اُنہیں ناشتہ دے کر خود سبرینہ سے ناشتے کا پوچھنے اُس کے

کمرے میں گئیں۔اُس کے کمرے کا بند دروازہ دیکھ کر انہوں نے دروازے پر دستک دی،

"سبرینہ بیٹا" دروازہ نہ کھلا تو انہوں نے دروازے کا لاک گھمایا، لاک گھماتے ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوئیں، سامنے بیڈ پر لحاف تہہ کر کے ایک جانب رکھا گیا تھا، واشروم کا بند دروازہ دیکھ کر وہ بیڈ پر بیٹھ گئیں کہ اچانک اُن کی نظر سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی جہاں سبرینہ کی کل رات، مہندی کے فنکشن کی جیولری بکھری پڑی تھی۔

"یہ لڑکی بھی نہ" وہ اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے آگے بڑھیں اور اُس کی جیولری سمیٹنے لگیں، ساری جیولری سمیٹتے انہیں تقریبا 10 منٹ گزر گئے تھے، وہ بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگیں کہ ان کی نظر بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑی انگوٹھی پر پڑی جسے ایک تہہ شدہ کاغذ کے اوپر رکھا گیا تھا۔انہوں نے آگے بڑھ کر وہ انگوٹھی اور کاغذ دونوں اٹھا لیے۔یہ انگوٹھی حذیفہ والی انگوٹھی تھی، وہ اُس کی لاپرواہی پر سر جھٹک

کر رہ گئیں، انگوٹھی کو واپس وہیں رکھتے، وہ تہہ شدہ کاغذ کھولنے لگیں کہ ایک دم تیز ہوا کے باعث ہلکی سی آہٹ کے ساتھ واشروم کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ انہوں نے ہاتھ میں وہ کاغذ پکڑے واشروم کے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ سبرینہ کی منتظر تھیں، کچھ دیر تک جب وہ باہر نہ آئی تو سکینہ بیگم اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھیں مگر یہ کیا! واشروم تو خالی تھا۔

"سبرینہ" وہ بے اختیار بول اٹھیں، اُن کے دل و دماغ نے کچھ بہت غلط ہونے کا عندیہ دیا، وہ نہایت عجلت کے عالم میں واشروم کا دروازہ بند کرتے پلٹیں کہ اُن کا دھیان اپنے ہاتھ میں موجود کاغذ پر گیا اور ان کا دماغ کڑیوں سے کڑیاں ملانے لگا، اپنے ہاتھ میں موجود کاغذ کو کھولتے انہوں نے بہت دعا کی تھی کہ جیسا وہ سوچ رہی ہیں ویسا نہ ہو، اپنی تمام تر ہمت جمع کرتے، انہوں نے وہ کاغذ کھولا، اُس کاغذ پر ایک لمبی تحریر تھی مگر تحریر کے آخر میں لکھے چند الفاظ، سکینہ بیگم کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ چکے تھے،

www.novelsclubb.com

"مجھے معاف کردیجیے گا" سکینہ بیگم کے لیے یہ الفاظ کافی تھے،انہیں پوری تحریر پڑھے بغیر معلوم ہو چکا تھا کہ اُن کی بیٹی اُن کا اعتبار پھر کِرچی کِرچی کرتی جاچکی ہے۔ صدمے اور شاک کے مارے وہ پیچھے بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں، کاغذ اُن کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک جانب گر گیا۔اُن کے ذہن میں سوال اُبھرنے لگے، اب کیا ہو گا؟ وہ سب کو کیا جواب دیں گی؟ اِس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتیں اُن کی سماعتوں سے ایک آواز ٹکرائی،

"سکینہ بھابھی" وہ سبرینہ کی چچی تھیں جو دروازے میں کھڑی تھیں، سکینہ بیگم نے گردن گھما کر اُن کی جانب دیکھا مگر زبان میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ کوئی الفاظ ادا کر پاتیں، انہیں خاموش دیکھ کر حلیمہ بیگم (سبرینہ کی چچی) اُن کے قریب آئیں۔

"کیا ہوا بھابھی؟" وہ سکینہ بیگم کا اُڑا رنگ دیکھ کر بولیں، اِس سے پہلے کہ سکینہ بیگم کوئی جواب دیتیں، حلیمہ بیگم کی نظر زمین پر پڑے اُس کاغذ پر پڑی، وہ نیچے

جھک کر کاغذ اٹھانے لگیں، سکینہ بیگم میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اُنہیں وہ پڑھنے سے روک پاتیں، انہوں نے آگے بڑھتے ہوئے کاغذ پکڑنے کی کوشش کی مگر حلیمہ بیگم وہ کاغذ اٹھا چکی تھیں، سکینہ بیگم کو دیر ہو گئی تھی۔ سکینہ بیگم بیڈ پر بیٹھے حلیمہ بیگم کو وہ تحریر پڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھیں، حلیمہ بیگم کے چہرے کے بدلتے تاثرات اُنہیں یہ احساس باخوبی دلا رہے تھے کہ اب ہر کام کے لیے بہت دیر ہو چکی تھی۔

دوپہر کے دو بجے کا وقت تھا، جون کا مہینہ تھا، گرمی اپنے جوبن پر تھی، سورج اپنی تمام تر توانائی اور تپش سے زمین کو روشن اور گرم کرنے میں مصروف تھا۔ وہ اس وقت بس سٹاپ پر کھڑی تھی، گرمی کی شدت کی وجہ سے سڑک پر لوگ نہ ہونے کے برابر تھے، آبرو کورٹ سے واپسی پر ٹیکسی کی منتظر تھی۔ اُس نے ہاتھ میں فائل اٹھا رکھی تھی، کندھے پر بیگ لٹکائے وہ مسلسل گردن اِدھر اُدھر گھما کر دیکھ رہی

تھی۔اُس نے وہی صبح والا سفید سوٹ اور سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔کافی دیر انتظار کرنے پر بھی جب کوئی ٹیکسی نہ آئی تو وہ بیگ سے اپنا فون نکالنے لگی، فون نکالتے اُس نے ابھی نمبر ڈائل کرنا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک اسے اپنے بالکل سامنے بائیک رکتی محسوس ہوئی، موبائل سے نظریں اٹھا کر اس نے سامنے دیکھا، جہاں دو لوگ بائیک پر سوار تھے، دونوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے، اُن میں سے ایک شخص جلدی سے بائیک سے اترتا آبرو کی جانب بڑھنے لگا، آبرو اُن کے ارادوں کو سمجھتی فوراً موبائل اپنے پیچھے چھپاتی، پیچھے کی جانب قدم لینے لگی۔

"اے! موبائل دے اِدھر" وہ شخص آبرو کے قریب پہنچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں، نہیں دوں گی" آبرو مزید پیچھے ہوتی بولی،

"موبائل دے نہیں تو۔۔" وہ اپنی پینٹ کی جیب سے تیز دھار چاقو نکالتا ہوا بولا، چاقو کو دیکھتے آبرو بھی ایک پل کے لیے گھبرا گئی مگر ہمت جمع کرتی، وہ ابھی بولنے ہی لگی تھی کہ اُس کی سماعتوں سے ایک آواز ٹکرائی، ایک گاڑی اُن سے کچھ

فاصلے پر آرُکی تھی،اُس شخص کی توجہ بھی آبرو سے ہٹتی اُس گاڑی کی جانب ہوئی اور آبرو نے موقع کا فائدہ اٹھاتے دوسری جانب بھاگنے کی کوشش کی لیکن اچانک وہ شخص دوبارہ اُس کے سامنے آگیا،

"ہوشیاری نہیں" وہ چاقو کی نوک آبرو کی طرف کرتا ہوا بولا، اتنی دیر میں اُس گاڑی سے ایک شخص نکلتا اُن کے قریب آیا،

"اے، چھوڑو اُسے" آبرو نے اُس کی آواز پر مڑ کر اُس کی جانب دیکھا، سیاہ رنگ کی پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ میں ملبوس، آستینوں کو کہنی تک موڑے وہ شخص انہی کی جانب بڑھ رہا تھا،

"تو بیچ میں مت بول" وہ آدمی چاقو کا رخ اب اس شخص کی جانب کر چکا تھا۔

"میں نے کہا، چھوڑو اُسے" اُس شخص نے مزید دو قدم آگے بڑھائے، اُن دونوں کو آپس میں باتیں کرتا دیکھ کر آبرو نے دوبارہ بھاگنے کی کوشش کی کہ اچانک اس آدمی نے چاقو آبرو کے کندھے پر مارا، آبرو نے اپنی آنکھیں جلدی سے بند کر لیں

مگر یہ کیا! آبرو کو چاقو کی نوک اپنے جسم پر محسوس ہی نہ ہوئی، اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں، وہ شخص اُس کے سامنے آچکا تھا اور وہ چاقو اُس کے بازو کو زخمی کر چکا تھا۔ اُس شخص کے بازو سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا، اُس شخص کے بازو سے نکلتا خون دیکھ کر وہ دونوں حملہ آور گھبرا گئے، بائیک پر بیٹھے نقاب پوش نے دوسرے نقاب پوش کو فوراً بلایا اور وہ دونوں بائیک پر بیٹھتے لمحوں میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"اومائی گاڈ" آبرو اُس شخص کے قریب آتی بولی، جس کی سفید آستین کا کچھ حصہ اب سرخ ہو چکا تھا۔

"کیا ضرورت تھی، آپ کو بیچ میں آنے کی؟" اُسے خاموش دیکھ کر وہ بجائے اُس کا شکریہ ادا کرنے کہ وہ غصے سے بولی، جس پر اُس شخص نے نگاہیں اپنے زخمی بازو سے ہٹا کر اُس کی جانب دیکھا، اُس شخص کی آنکھیں بھوری تھیں، ہلکی بھوری!

آبرو کچھ لمحے کے لیے تو کچھ بول نہ پائی،

"میرا مطلب تھا، آپ درمیان میں آ گئے۔۔۔ میری وجہ سے آپ زخمی" وہ اُس کی آنکھوں میں حیرت دیکھتی گڑبڑاتے ہوئے وضاحت دینے لگی، وہ اُس کے زخم کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں، چھوٹا سا زخم ہے ٹھیک ہو جائے گا" وہ شخص اپنا بازو اوپر کی جانب کرتا ہوا بولا، آبرو کی نگاہ سڑک پر گری خون کی بوندوں پر پڑی۔

"میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہوں" آبرو متفکر لہجے میں بولی،

"زیادہ گہرا زخم نہیں ہے، میں دیکھ لوں گا، آپ پریشان مت ہوں" وہ آبرو کے ماتھے پر پریشانی سے اُبھرتی لکیریں دیکھ کر بولا،

"مگر آپ ڈرائیو کیسے کریں گے؟" آبرو نے دوبارہ سوال کیا، جس کے جواب میں اُس شخص نے اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں لہرایا، آبرو اسکی بات سمجھتے اثبات میں سر ہلاتی، خاموش ہو گئی مگر ایک دم کچھ یاد آنے پر اُس نے اپنا بیگ کھولا اور ایک گلابی رنگ کا رومال نکال کر اس شخص کی جانب بڑھایا،

"یہ باندھ لیں" اُس شخص نے آبرو کے ہاتھ میں موجود رومال کی طرف دیکھا مگر اسے پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا،

"اِس سے خون بہنا بند ہو جائے گا" وہ اپنا ہاتھ مزید آگے کرتی بولی، اُس شخص نے ایک لمحے کے لیے آبرو کی آنکھوں میں دیکھا اور اپنا ہاتھ بڑھاتے وہ رومال لے لیا۔

"شکریہ" وہ اپنے زخم پر اُس رومال کو رکھتے بولا، جس پر آبرو بھی جواباً مسکرائی، کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"آپ کو کہاں جانا ہے؟ میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں" وہ آبرو کو دیکھتا ہوا بولا،

"نہیں، اِس کی ضرورت نہیں ہے، پہلے ہی میری وجہ سے آپ کا بہت نقصان ہو گیا ہے" وہ اُس کے زخمی بازو کی جانب دیکھتی بولی، اِس سے پہلے کہ وہ شخص کچھ بولتا، آبرو نے ہاتھ کے اشارے سے پاس سے گزرتی ٹیکسی کو روکا، پھر اُس شخص کی جانب دیکھتی ہوئی بولی،

"شکریہ "اور پھر قدم اٹھاتی ٹیکسی کے پاس جانے لگی،

"آئندہ اگر کوئی آپ سے آپ کی کوئی بھی قیمتی چیز چھینے تو بغیر مزاحمت کے دے دیجیے گا"آبرو کے بڑھتے قدم ایک دم رک گئے۔

"کیونکہ انسانی جان سے زیادہ قیمتی کچھ نہیں ہوتا"اُس کی اِس بات پر آبرو نے پلٹ کر اُس کی جانب دیکھا، سیاہ اور بُھوری آنکھیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں، آبرو اپنی گردن اثبات میں ہلاتی واپس مڑی اور ٹیکسی میں جا بیٹھی جبکہ پیچھے کھڑا وہ شخص اب وہ رومال اپنے زخم پر باندھ رہا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں اِس وقت ہلچل ہی ہلچل تھی، ہر کسی کی زبان پر بس ایک ہی نام تھا

"سبرینہ "۔احمد صاحب صوفے پر بیٹھے خلا میں کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہے تھے، اُن کے ارد گرد لوگ کیا کہہ رہے تھے اُنہیں کچھ سنائی نہ دے رہا تھا، اُنہیں یاد تھا تو صرف یہ کہ اُن کی اکلوتی بیٹی اُن کا مان، اُن کا غرور، اُن کی عزت سب کچھ داؤ پر

لگاتی جا چکی ہے۔ کیا اُس نے ایک بار بھی نہ سوچا ہو گا کہ اُس کے جانے کے بعد کیا ہو گا! اُن کی نظر سامنے بیٹھی سکینہ بیگم پر پڑی جو بالکل اُن کی طرح خاموش بیٹھی تھیں، فرق صرف اتنا تھا کہ اُن کی آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔ اُن کی عزت کا تماشہ سب کے سامنے بنا تھا، وہ ہر ایک کے سامنے رُسوا ہو کر رہ گئے تھے، اُن کی اولاد نے اُنہیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ اچانک انہیں سانس لینے میں دشواری ہونے لگی، وہ گہری گہری سانسیں لینے لگے مگر پھر بھی تنفس بحال نہ ہو سکا، اُن کی سینے میں دائیں جانب درد اُٹھنے لگا، وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے اُس جگہ کو مسلنے لگے مگر کچھ افاقہ نہ ہوا، اُن کا دماغ سُن ہونے لگا، سامنے کا منظر دھندلا ہونے لگا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئے۔

آبرو کو گھر پہنچتے پہنچتے تین بج گئے تھے، گھر کے سامنے پہنچتے وہ ٹیکسی سے اتری اور گیٹ کی جانب چل پڑی، بیل بجاتے کچھ دیر انتظار کرنے پر بھی جب کوئی نہ آیا تو

اُس نے دوبارہ بیل بجائی، دروازہ اب بھی بند رہا، تنگ آکر اُس نے بیل کے بٹن پر ہاتھ رکھ دیا، کچھ دیر بعد اُسے گیٹ کی جانب بڑھتے قدموں کی آواز آئی،

"اتنی دیر سے میں یہاں کھڑی ہوں، کہاں۔۔" وہ دروازہ کھلتے ہی بولنے لگی مگر سامنے اِصباح کو دیکھتے خاموش ہو گئی جس کے ہاتھ مکمل طور پر آٹے سے بھرے ہوئے تھے۔

"السلام علیکم" اِصباح اپنے بازو کی مدد سے گیٹ بند کرتی بولی،

"وعلیکم السلام، باقی سب کہاں ہیں؟" آبرو نے اس کے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا،

www.novelsclubb.com

"امی اور حرم کھانا کھا کر سو رہی ہیں اور رُتبہ ابھی تک یونیورسٹی سے نہیں آئی" وہ اسے بتاتی اُس کے پیچھے چلنے لگی جو اب لاؤنج میں داخل ہو چکی تھی۔

"امی کی طبیعت کیسی ہے؟" وہ صوفے پر اپنا بیگ اور فائل رکھتے ہوئے بولی،

"اللہ کا شکر ہے، اب کافی بہتر ہیں" اِصباح نے اُس کی بات کا جواب دیا۔

"تم بیٹھو، میں تمہارے لیے پانی لاتی ہوں"

"نہیں تم رہنے دو، میں لے لوں گی، تم جا کر آٹا گوندھ لو" وہ اپنے بالوں میں لگا کلپ اتارتی ہوئی بولی، جس سے اُس کے بال اُس کو شانوں پر بکھر گئے، اس سے پہلے کہ اِصباح کچھ بولتی، بیل کی آواز نے اُن دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"تم رکو، میں دیکھتی ہوں" اِصباح کو دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ کر آبرو بولی، اُس کی بات پر اِصباح کچن میں چلی گئی جبکہ آبرو دوپٹہ سر پہ لیتے گیٹ کی جانب چل پڑی۔ گیٹ کھلتے ہی رُتبہ اندر داخل ہوئی،

"السلام علیکم" رُتبہ نے آبرو کو دیکھتے سلام کیا،

"وعلیکم السلام" آبرو اسے جواب دیتے، اُس کے ساتھ اندر کی جانب چل پڑی۔

"رُتبہ اتنی جلدی آگئی؟"اِصباح جو کچن سے پانی کی بوتل اور گلاس لا کر ٹیبل پر رکھ رہی تھی،رُتبہ کو دیکھتے پوچھنے لگی۔

"واپس چلی جاؤں!"رُتبہ جو اپنا بیگ صوفے پر رکھ رہی تھی،اُس کے سوال پر طنزیہ انداز میں بولی،

"میرا یہ مطلب تو نہیں تھا"اُس نے پانی کا گلاس صوفے پر بیٹھتی آبرو کو پکڑایا،

"پھر کیا مطلب تھا تمہارا؟"رُتبہ کے چہرے پر غصے کے واضح تاثرات تھے۔

"میرا مطلب تھا،تم روز پانچ بجے سے پہلے نہیں آتی اس لیے۔۔"

"نہیں تو کیا میں جلدی گھر نہیں آسکتی؟"اس کی آواز بلند ہو گئی۔

"رُتبہ آرام سے"آبرو اسے وارن کرتی ہوئی بولی،

"ہر بار مجھے ہی سمجھانا،اِس کو کبھی مت دیکھنا"وہ اِصباح کی طرف اشارہ کرتی بولی،

"رُتبہ تمیز سے بات کرو، بڑی ہے وہ تم سے" آبرو اس کے لہجے پر اونچی آواز میں بولی،

"وہ بڑی ہے تو فضول سوال کر سکتی ہے، میں چھوٹی ہوں تو ہمیشہ چپ رہوں، واہ کیا انصاف ہے؟" رُتبہ غصے سے چلائی، رُتبہ کی بات پر آبرو اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ پاس کھڑی اِصباح کے آنسو اُس کی آنکھوں سے نکلنے کو بے تاب تھے۔

"سب کو میں ہی نظر آتی ہوں، میں ہی غلط لگتی ہوں" وہ غصے میں اپنا بیگ اٹھاتی اپنے کمرے کی جانب چل پڑی، جبکہ پیچھے کھڑی آبرو نے اِصباح کی جانب دیکھا،

"اِصباح یار اِس میں رونے والی کیا بات تھی، کب یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونا بند کرو گی" وہ اُس کے قریب آتی بولی، جس کے جواب میں اِصباح کھڑی آنسو بہاتی رہی۔

"اچھا بس، اب چپ کر جاؤ" آبرو اُس کا شانہ تھپاتی بولی، اتنے میں اُنہیں رُتبہ کے کمرے کا دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز آئی،

"پانی پیو شاباش" وہ پانی کا گلاس بھر کر اس کو پکڑاتی بولی،

"تم کچن میں جاؤ، میں دیکھتی ہوں اُسے" وہ رُتبہ کے کمرے کی طرف اشارہ کرتی بولی، جس پر اِصباح نے اپنے دوپٹے سے آنسو صاف کرتے اثبات میں سر ہلایا۔

اس وقت ہاسپٹل کے کاریڈور میں ہر جانب چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں، احمد صاحب کو فوراً یہاں لایا گیا تھا، ڈاکٹرز انہیں آپریشن تھیٹر میں لے گئے تھے۔ ابھی وہ سب آپریشن تھریٹر کے سامنے بیٹھے تھے، سکینہ بیگم کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا، اُن کے پاس بیٹھی اُن کی بہن انہیں دلاسہ دے رہی تھیں کہ اچانک آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر باہر آیا، اُس نے اپنے چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا، سکینہ بیگم جلدی سے اُس کی جانب بھاگیں،

"کیا ہوا ہے بھائی صاحب کو؟" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتیں اُن کے ساتھ کھڑے اشفاق صاحب (سبرینہ کے چچا) بولے،

"انہیں ہارٹ اٹیک آیا ہے" ڈاکٹر نے اُن کی بات کا جواب دیا، ڈاکٹر کی بات پر سب کو شدید حیرت ہوئی۔

"مگر۔۔ مگر انہیں تو کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں تھا، نہ بلڈ پریشر نہ کچھ اور" سکینہ بیگم رندھی ہوئی آواز میں بولیں،

"انہیں ہارٹ اٹیک شدید شاک کی وجہ سے ہوا ہے" وہ ڈاکٹر سکینہ بیگم کو مخاطب کرتا بولا،

"کوئی حادثہ ہوا ہے کیا؟" ڈاکٹر سکینہ بیگم کی جانب دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"اُن کی بیٹی گھر سے بھاگ گئی ہے" اس سے پہلے کہ سکینہ بیگم کچھ بولتیں پیچھے کھڑی حلیمہ بیگم بول پڑیں، سکینہ بیگم نے شکستہ نگاہوں سے اُن کی جانب دیکھا، ماحول میں ایک دم خاموشی چھا گئی، ظالم خاموشی!

"بھائی صاحب ٹھیک تو ہیں نہ ؟" اشفاق صاحب ماحول میں چھائے تناؤ کو کم کرتے ہوئے بولے،

"ابھی ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے، ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں، آپ بس دعا کیجیے" آپریشن تھیٹر کا دروازہ دوبارہ کھلا اور ڈاکٹر واپس اندر چلا گیا، سکینہ بیگم کے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی، اُن کی بہن انہیں کندھوں سے تھامے پیچھے لے جا کر بینچ پہ بٹھانے لگیں، روتے روتے اُن کی نگاہ ایک طرف بیٹھی حلیمہ بیگم کی جانب گئی جن سے اِس وقت اشفاق صاحب بات کر رہے تھے، ان کے چہرے سے برہمی واضح تھی۔ سکینہ بیگم نے حلیمہ بیگم کی جانب دیکھا، اُن کے چہرے پر ندامت کے کوئی تاثرات موجود نہ تھے، قصور ان کا بھی نہ تھا، انہیں آج موقع ملا تھا۔ ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ ہم ہر ممکن طور پر دوسرے کی تکلیف، اس کے دکھ میں بھی اپنا فائدہ تلاش کرتے ہیں، اپنے دل میں بغض رکھتے ہوئے ہم ایک موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں جب ہم دوسرے سے اُس کے کیے کا

www.novelsclubb.com

بدلہ لے سکیں، یہ جانے بغیر کہ ہمارا کہا گیا، ایک ایک لفظ کس طرح دوسرے کی ذات اور روح کو چھلنی کر سکتا ہے، کس طرح کسی کی عزت کو روندھ سکتا ہے۔ سکینہ بیگم اب آپریشن تھیڑ کے دروازے کی جانب دیکھتے، دل میں شدت سے اپنے رب سے احمد صاحب کی صحت یابی کی دعا مانگنے لگیں۔

آبرو نے رُتبہ کے کمرے کے دروازے کا لاک گھمایا، دروازہ کھلتا چلا گیا۔ سامنے رُتبہ کا بیگ بیڈ پر بکھرا پڑا تھا، ساری کتابیں بیگ سے باہر آچکی تھیں، وہ اپنا دوپٹہ بھی بیڈ پر اس انداز میں پھینک کر گئی تھی کہ آدھا دوپٹہ فرش پر پڑا تھا۔ آبرو نے کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ واشروم کا دروازہ کھلا اور رُتبہ باہر آئی، جس کا چہرہ مکمل طور پر تر تھا، وہ اپنا چہرہ دھو کر آئی تھی، پانی کی بوندیں اُس کے چہرے سے زمین پر گر رہی تھیں۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی؟" آبرو نے رُتبہ کو مخاطب کیا، جو اپنا دوپٹہ اٹھا کر اُس سے اپنا چہرہ صاف کر رہی تھی، جوابا رُتبہ خاموشی سے اپنا چہرہ صاف کرتی رہی،

"میں تم سے بات کر رہی ہوں" اس بار آبرو کی آواز بلند تھی مگر رُتبہ خاموشی سے اپنا چہرہ دوسری جانب موڑے، اپنی کتابیں بیگ میں ڈالنے لگی، اس کا رویہ دیکھ کر آبرو کے غصے میں مزید اضافہ ہوا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے قریب جا پہنچی اور کندھے سے اُسے پکڑ کر اُس کا چہرہ اپنے سامنے کیا،

"تمہیں۔۔۔" اُس کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے، رُتبہ کی آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں، اُس نے نظریں اٹھا کر آبرو کی جانب دیکھا، آبرو کے دل کو یکدم کچھ ہوا جیسے کسی نے زور سے مٹھی میں دبایا ہو،

"رُتبہ کیا ہوا ہے؟" رُتبہ دوبارہ اپنا چہرہ موڑتے، کام میں مصروف ہو گئی،

"بتاؤ کیا ہوا ہے؟" آبرو اس کا رخ دوبارہ اپنی جانب کرتی بولی،

"کچھ۔۔کچھ نہیں ہوا"رُتبہ رندھی ہوئی آواز میں اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے ہوئے بولی،

"رُتبہ میرا دل گھبرا رہا ہے،پلیز بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟"آبرو متفکر لہجے میں بولی،اُسے معلوم تھا کہ رُتبہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے والوں میں سے نہ تھی بلکہ وہ تو بڑی بڑی بات پر بھی ثابت قدم رہتی تھی،اُس کے آنسو آبرو کو حقیقتاً پریشان کر رہے تھے۔

"کچھ نہیں،بس۔۔"وہ بولتے بولتے خاموش ہو گئی،اُس نے آبرو کی جانب دیکھا جو سوالیہ نگاہوں سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"بس وہ آج یونیورسٹی۔۔۔"وہ دوبارہ خاموش ہو گئی،اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ آبرو کو کیا بتائے،

"اب بتا بھی دو رُتبہ"آبرو اُس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی،

www.novelsclubb.com

"کوئی بڑی بات نہیں ہے" رُتبہ صفائی دیتی ہوئی بولی،

"بات چھوٹی ہے یا بڑی، مجھے بتاؤ رُتبہ" آبرو اپنے الفاظ پر زور دیتی ہوئی بولی،

"سائرہ نے میرا اسائمنٹ کاپی کیا تھا مگر سر نے سیم اسائمنٹ دیکھ کر اُس کی بجائے میرا اسائمنٹ کینسل کر دیا" وہ آبرو سے نظریں چراتے بولی،

"توبہ ہے رُتبہ، اتنی سی بات تھی اور تم نے مجھے پریشان کر دیا تھا" آبرو اس کی بات پر افسوس کرتی بولی، آبرو کی بات سن کر رُتبہ کے چہرے پر ایکدم اطمینان آگیا جو آبرو کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔

"بہانہ تو کوئی اچھا بنا لیتی" آبرو کی آواز پر رُتبہ نے فوراً اس کی جانب دیکھا جو اب بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی،

"کیسا بہانہ۔۔؟" رُتبہ کے لہجے میں واضح گڑبڑاہٹ تھی،

"تم کافی سمجھدار ہو رُتبہ، تمہیں معلوم ہے میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں" آبرو دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اب اُس سے سوال کر رہی تھی۔

"میں۔۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی" وہ اپنے لہجے کو مضبوط رکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"میرے چہرے پر بے وقوف لکھا دکھائی دے رہا ہے کیا؟" آبرو کا لہجہ سخت ہوا، جوابا رُتبہ خاموش رہی۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں رُتبہ" وہ رُتبہ کو کندھے سے پکڑتے، سختی سے اپنے سامنے کرتی بولی،

"میں جھوٹ نہیں بول رہی آبرو، یہی بات ہے" وہ بھول گئی تھی کہ وہ کس سے خاطب ہے، اُس کے مقابل آبرو تھی، "ایڈوکیٹ آبرو" جو خود تو اتنی صفائی سے جھوٹ بولتی تھی کہ اُس کی بات سنتے ہی ایمان آجائے اور دوسروں کے بولے گئے

www.novelsclubb.com

بڑے سے بڑے جھوٹ باآسانی پکڑ لیتی تھی اور اِس بار تو رُتبہ کا بہانہ بھی کافی کمزور تھا۔

"ٹھیک ہے، تم نہ بتاؤ، میں خود پتہ کروالوں گی" وہ اُس کا کندھا جھٹکتے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھنے لگی، دروازے کے قریب جا کر وہ مڑی،

"اِصباح سے سوری کر لینا، اپنی بدتمیزی کی" وہ سخت لہجے میں کہتی، دروازہ کھول کر باہر چلی گئی جبکہ پیچھے کھڑی رُتبہ اب کسی نئے بہانے کی تلاش میں تھی۔

دن کا آغاز ہو چکا تھا، سڑک پر ہر طرف گہما گہمی تھی، ہر کوئی اپنے روزگار کی تلاش میں اپنی منازل کی جانب رواں تھا، سورج کی کرنیں آسمان کو منور کر رہی تھیں۔ وہ اس وقت ایک ٹیکسی میں موجود تھی، کچھ دیر بعد ٹیکسی اُسکی بتائی گئی منزل کی قریب جا کر رک گئی، وہ ایک ہاتھ میں اپنا بیگ لیے گاڑی سے اُتری اور ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کرتی ایک جانب چلنے لگی کہ اچانک اُس کی نظر سامنے کھڑے

فیضی پر پڑی، اُسی لمحے فیضی نے بھی اِس کی جانب دیکھا، کتھئی آنکھیں بھُوری آنکھوں سے ٹکرائیں۔ سبرینہ نے ایک بھرپور نظر فیضی پر ڈالی، سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پہنے، پاؤں کو کھیڑی میں قید کیے، وہ ہمیشہ کی طرح اُس کے دل کو دھڑکا گیا تھا۔ سبرینہ پر نظر پڑتے ہی وہ بھاگ کر اُسکے پاس آیا،

"لاؤ مجھے دو" وہ اُس کے ہاتھ میں موجود سیاہ بیگ کو پکڑتا بولا،

"تم ٹھیک تو ہو" وہ اُس کی چہرے پر چھائے تاثرات دیکھ کر بولا، جس پر سبرینہ نے اس کی جانب دیکھتے اپنے سر کو اثبات میں جنبش دی اور خاموشی سے بیگ اُس کو تھما دیا،

www.novelsclubb.com

"میرے ساتھ آؤ" وہ اُس کا بیگ اپنے ایک ہاتھ سے اٹھاتا، کچھ فاصلے پر کھڑی سفید گاڑی کی جانب چلنے لگا، گاڑی کی قریب پہنچ کر فیضی نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور بیگ اس میں رکھتے سبرینہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا، سبرینہ کو ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی بیٹھا ہوا نظر آرہا تھا، مگر وہ صحیح طرح اُس کا چہرہ نہیں دیکھ پارہی تھی۔

"سبرینہ" فیضی کی آواز سن کر وہ ہوش میں آئی اور فوراً گاڑی میں بیٹھ گئی، سبرینہ کے بیٹھتے ہی فیضی نے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولا اور ڈرائیور کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سبرینہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہی پہلے ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شخص کو دیکھا ،"وہ صارم تھا" فیضی کی بیٹھتے ہی صارم نے گاڑی چلادی، سبرینہ کا دماغ ایک بار پھر اپنے گھر والوں کی طرف جانے لگا، مگر ہمیشہ کی طرح اُس نے اس بار بھی اپنی دل کو یہ بات کہہ کر تسلی دی کے وقت کے ساتھ ساتھ، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ اپنے ذہن کو سوچوں کے محور سے نکالنے کے لیے باہر دیکھنے لگی، جہاں ارد گرد موجود ہر چیز پیچھے رہتی جا رہی تھی، انہیں چیزوں کی طرح اب سبرینہ کی زندگی میں بھی بہت کچھ پیچھے رہ چکا تھا، بہت کچھ !

وہ اس بات سے مکمل انجان تھی کہ جس آنے والے وقت میں وہ سب ٹھیک ہو جانے کی منتظر ہے، وہ وقت اُس کی لیے کتنا ظالم ہونے والا ہے۔

اُس نے کروٹ بدلتے اپنی آنکھیں کھولیں، پاس پڑا موبائل اٹھایا اور اس پر ٹائم دیکھا، شام کے چھ بج چکے تھے۔ وہ دو گھنٹے سوئی تھی۔ اپنی آنکھیں مسلتے وہ بیڈ پر اٹھ بیٹھی، لحاف کو ایک طرف کرتے، اپنے پاؤں بیڈ سے نیچے اتارے اور اپنا جوتا تلاشنے لگی، کچھ لمحے کی تلاش کے بعد وہ کامیاب ٹھہری اور سیاہ رنگ کی چپل میں پاؤں ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ لحاف کو تہہ کرتے ایک جانب رکھا۔ اُسے باہر سے سب کی آوازیں آرہی تھیں، ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اپنا ہئیر کلپ اٹھاتے اس نے دروازے کی جانب قدم بڑھائے اور دروازہ کھول کر باہر آگئی جہاں سامنے قالین پر رُتبہ اور اِصباح بیٹھی تھیں جبکہ چارپائی پر بیٹھی حَرم صالحہ بیگم سے اپنے بال بنوا رہی تھی۔ وہ اپنے بالوں کا رف سا جوڑا بناتی اُن کے پاس آگئی۔

"یہ لو اِصباح" رُتبہ نے آلو کے آمیزے سے آخری کباب بنا کر اِصباح کو پکڑایا جو ایک ٹرے میں سارے کباب ترتیب سے رکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آبرو، تم کب اٹھی؟"آبرو پر نظر پڑتے اِصباح نے پوچھا، جو صالحہ بیگم کے پاس بیٹھ چکی تھی۔

"بس، ابھی ابھی"آبرو اپنے بالوں میں ہئیر کلپ لگاتی بولی،

"آہ! امی پلیز آرام سے کریں"حرم کی آواز نے اُس کی توجہ اپنی جانب دلائی،

"اتنے آرام سے تو کررہی ہوں میں"صالحہ بیگم اُس کے بال سمیٹتی ہوئی بولیں،

"تم نہ اپنے بال خود بنانا سیکھ لو حرم"اِصباح اپنی جگہ سے اٹھتی بولی،

"بالکل صحیح کہہ رہی ہے اِصباح، دو دن میں تم پورے 15 سال کی ہو جاؤ گی اور شرم کا مقام ہے کہ تم سے ابھی تک اپنے بال نہیں بنتے"رُتبہ کبابوں کی ٹرے اِصباح کو پکڑاتی بولی، آبرو اِصباح اور رُتبہ کے انداز دیکھ کر سمجھ چکی تھی کہ دوپہر میں ہوئی ساری تلخ کلامی کا اثر اب زائل ہو چکا ہے۔

"باتیں تم سے دنیا جہان کی کروالو اور بال تم سے بنتے نہیں" رُتبہ خود بھی باقی خالی برتن سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی،

"تو میں تو ابھی چھوٹی ہوں نہ" حَرم اس کی بات پر منہ پھلاتی بولی،

"توبہ، استغفار" رُتبہ کانوں نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا،

"سن رہی ہیں امی، آپ کی ننھی پری کیا کہہ رہی ہے؟" وہ صالحہ بیگم کو مخاطب کرتی بولی جواب حرم کی چٹیا کو آخری بل دے رہی تھیں۔

"سیکھ لے گی، سیکھ لے گی، پہلے تم تو سب سیکھ لو" صالحہ بیگم کی بات پر حَرم رُتبہ کا چہرہ دیکھتے ہنسنے لگی جبکہ پیچھے بیٹھی آبرو بھی مسکرانے لگی۔

"امی!" رُتبہ کی آواز میں صدمہ تھا، اتنے میں اِصباح کچن سے واپس اُن کے پاس آئی،

"رُتبہ اب تم جاؤ، آبرو اٹھ گئی ہے، وہ میرے ساتھ کچن میں آجائے گی" وہ رُتبہ کے قریب آئی،

"ہاں رُتبہ جاؤ، تم اپنا پڑھ لو، اگلے ماہ ویسے بھی تمہارے ایگزامز ہیں" آبرو بھی اُٹھ کر اُس کے قریب آئی جبکہ رُتبہ ان دونوں کی بات سے متفق ہوتی اپنے کمرے کی جانب چل پڑی مگر جانے سے پہلے وہ حَرم کو گھورنا نہیں بھولی جو اُسے دیکھ کر زبان چڑا رہی تھی۔

اُسے یہاں انتظار کرتے تین گھنٹے گزر چُکے تھے، فیضی اور صارم اسے اِس کمرے میں بٹھا کر نجانے کہاں جا چُکے تھے، اب اسکا دل گھبرانے لگا تھا۔ اُس نے بیگ سے اپنا موبائل نکالا اور فیضی کا نمبر ڈائل کرنے لگی، ابھی پہلی ہی بیل گئی تھی کہ اُسے دروازے کی قریب سے قدموں کی آواز آئی، پریشانی کی عالم میں اُسنے فوراً فون کاٹ کر واپس اپنے بیگ میں ڈال دیا اور دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے آتی

قدموں کی آواز اب کچھ اور اونچی ہو گئی تھی۔ دروازے سے اندر داخل ہونے والے فیضی اور صارم تھے، صارم وہیں دروازے کی قریب کھڑا ہو گیا جبکہ فیضی چلتا ہوا سبرینہ کی قریب آیا،

"چلو سبرینہ" وہ اُسکے قریب آتا بولا، سبرینہ اُس کی بات سنتے اٹھ کھڑی ہوئی اور فیضی کے پیچھے چلنے لگی، تقریباً پانچ منٹ چلنے کی بعد وہ تینوں ایک کمرے کے سامنے پہنچ گئے جس کا دروازہ بند تھا۔

"تم چلو، ہم آتے ہیں" فیضی صارم کی جانب دیکھتا ہوا بولا جس پر صارم اثبات میں سر ہلاتا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"سبرینہ" فیضی سبرینہ کی چہرے کی جانب دیکھتا ہوا بولا، جس پر سبرینہ کی نگاہیں اُس کی نگاہوں سے ملیں

"گھبرانا مت، میں تمہارے ساتھ ہوں" وہ لمحے بھر کو رکا،

www.novelsclubb.com

"اور ہمیشہ ساتھ رہوں گا"اُس کے الفاظ ایک بار پھر سبرینہ کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں کو مفلوج کرنے لگے تھے،اُسکی بات پر سبرینہ کے چہرے کے تاثرات کچھ حد تک نارمل ہوئے اور وہ دونوں دروازہ کھولتے اندر داخل ہو گئے۔

اُس کمرے میں اس وقت کل سات لوگ موجود تھے۔ فیضی،صارم اور سبرینہ کی علاوہ ایک اُدھیڑ عمر وکیل سامنے رکھے میز کے دوسری جانب بیٹھا تھا جبکہ تین اور لوگ بھی دوسری جانب رکھی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔وہ سب سبرینہ کی لیے غیر شناسا تھے۔ فیضی نے سبرینہ کو سامنے رکھی گئی دو کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھنے کا اشارہ کیا،وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی جا کر اُس کرسی پر بیٹھ گئی،اُس کے بیٹھتے ہی فیضی بھی اُسکے ساتھ والی کرسی پر آ بیٹھا،اُس کے بیٹھتے ہی سامنے بیٹھے وکیل نے نکاح کی کاروائی شروع کی۔اُن چھ مردوں کے درمیان وہ اکیلی عورت تھی۔اُسکا دل ایک بار پھر گھبرانے لگا تھا،اُسکے دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہو گئی تھی،اُسکا

www.novelsclubb.com

دماغ اُلجھنے لگا تھا، وہ اب ذہنی طور پر اِس کمرے میں موجود نہ تھی۔ فیضی نے وہ فائل جو وکیل نے اُسے دی تھی، سبرینہ کی آگے کی اور پین اُس کے سامنے رکھا،

"سبرینہ" سبرینہ کو کھویا ہوا دیکھ کر فیضی بولا، فیضی کی آواز پر وہ ہوش میں آئی اور فائل کی جانب دیکھتے، سامنے رکھا ہوا پین اٹھایا، اُس کے نہ ہاتھ کانپ رہے تھے، جس کو آس پاس بیٹھے لوگ باآسانی محسوس کر سکتے تھے،

"بیٹا آپ یہ فیصلہ کسی کے" وہ وکیل سبرینہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولے، جس پر دباؤ میں آکر تو نہیں کر رہی نہ سبرینہ نے بھی اُنکی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور معاملے کی نزاکت کو سمجھتے پین پر اپنی گرفت مضبوط کرتے سائن کرنے لگی، اُس کے دل کی دھڑکن غیر معمولی انداز میں بہت تیز ہو چکی تھی، جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہو! مگر اپنے دل میں پیدا ہوتے تمام وسوسوں کو جھٹلاتے اُس نے اپنے سامنے موجود کاغذات پر سائن کر دیے اور اپنی پوری زندگی کسی اور کی نام کر دی۔ عین اِسی وقت آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر باہر آیا،

www.novelsclubb.com

"سوری، ہم آپ کے مریض کو نہیں بچا سکے، ہی اِز نو مور" وہ مریض کے لواحقین کو خبر دے کر اُنکی حالت دیکھتا واپس اندر چلا گیا جبکہ مریض کے لواحقین میں اب صفِ ماتم بچھ چکی تھی۔ سبرینہ کو معلوم نہ تھا کے آج کے دن اُس نے کیا کھو دیا ہے، اُسے معلوم نہ تھا کہ کاغذ کے اِس صفحے پر کیے گئے اُس کے دستخط سے، اُسکی زندگی کتنے پچھتاوے سمیٹنے والی ہے۔

رات کے 10 بجنے والے تھے، چاند آسمان پر موجود زمین کا جائزہ لینے میں مصروف تھا، لاہور کے ایک پوش علاقے میں موجود ایک گھر میں اس وقت خاموشی تھی، اِس دو منزلہ خوبصورت گھر کا ایک ایک حصہ دیکھ کر اس گھر کے مکینوں کے اعلیٰ ذوق کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا تھا، اِس گھر کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں اس وقت ایک لڑکی ہلکے سبز رنگ کی لمبی فراک پہنے بیٹھی تھی، وہ دونوں ہاتھوں میں موبائل پکڑے تیزی سے ٹائپ کر رہی تھی، اِس کمرے کی دیوار اور

سارے فرنیچر کا رنگ ہلکا گلابی تھا۔بیڈ پر ایک طرف ایک بڑا اسا ٹیڈی بیئر رکھا تھا،اُس لڑکی کے براؤن بال اُس کی پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔وہ اپنا موبائل بند کرتے اٹھ کھڑی ہوئی،اُس کی آنکھوں کا رنگ نیلا تھا،سُرخ و سپید رنگت، معصوم نقوش،بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھی۔

وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی کمرے سے باہر آئی اور سیڑھیاں اترنے لگی،سیڑھیاں اترتے وہ لاؤنج کی جانب چل پڑی،جہاں 23،24 سالہ نوجوان صوفے پر ٹانگیں پھیلائے لیٹا بے زاری سے ٹی وی کے چینل بدل رہا تھا۔

"اٹھو زاوی،میری بھائی سے بات ہو گئی ہے،وہ پہنچنے والے ہیں" وہ لڑکی ٹی وی سکرین پر چلتا فٹبال میچ دیکھتی بولی،جس کے جواب میں زاویار خاموش رہا۔

"زاوی اٹھو نہ" وہ اس کے پاؤں ہلاتے بولی،

"فجر تنگ مت کرو" وہ اپنے پاؤں سمیٹتا ہوا بولا،

"کیوں بھئی، کھانا نہیں کھانا کیا؟"فجر اب اُس کے پاس والے صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

"نہیں کھانا مجھے کھانا، تم کھلاؤ اپنے اُس چہیتے بھائی کو"وہ منہ پھُلائے بولا،

"ارے، کیسے نہیں کھانا! میں نے وہ کھانا خاص تمہارے لیے بنایا ہے"فجر اب اٹھ کر اُس کے قریب آگئی تھی۔

"تصحیح کرلو، میرے لیے نہیں بنایا صرف اپنے اُس کھمبے بھائی کے لیے بنایا ہے"وہ خفگی سے کہتا ہوا اٹھ بیٹھا، اُس کی اِس بات پر فجر ہنسنے لگی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں، خاص تمہاری پسند کا ہے کھانا"وہ اب اُس نے قریب بیٹھ چکی تھی۔

"ہاں، ہاں، تبھی تو میں دو گھنٹے سے بھوکا بیٹھا ہوں"

"اچھا نہ اب اٹھ جاؤ، چلو میرے ساتھ کھانا لگواؤ" وہ اُس کا بازو پکڑ کر اُسے اٹھانے لگی، اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا باہر سے آتی بیل کی آواز نے اُن دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"لو آگیا، تمہارا عظیم الشان بھائی" وہ طنزیہ انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا، جس کے جواب میں فجر ہنسنے لگی،

"جیلس آدمی" وہ جو دروازہ کھولنے کے لیے باہر جا رہا تھا فجر کی آواز پر فوراً پلٹا،

"جیلس نہیں ہوں، حقیقت پسند ہوں" وہ پاؤں پٹختا باہر چلا گیا۔

"اسلام و علیکم" دروازہ کھلتے ہی تاشفین نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا،

"و علیکم السلام، آیئے جناب آپ کا ہی انتظار تھا" زاویار کا منہ ابھی تک پھولا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟" اُس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر تاشفین نے پوچھا،

"کچھ نہیں، بس دو گھنٹے سے تمہاری راہ تکتے تکتے، اب میں اندھا ہونے والا ہوں" وہ غصے سے بولتا اندر چلا گیا جبکہ پیچھے کھڑا تاشفین اُس کی بات پر مسکرایا، اسے عادت تھی اس طرح کے جملوں کی۔

"السلام علیکم بھائی" اس کے اندر داخل ہوتے ہی فجر جو ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی مسکراتے ہوئے بولی،

"وعلیکم السلام، کیسی ہے میری نور؟" تاشفین نے مسکراتے ہوئے اپنا والٹ ٹیبل پر رکھا۔

"میں بالکل ٹھیک، آپ بتائیں؟ اور آج اتنا لیٹ کیوں ہو گئے؟" وہ پانی کے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگی،

"آج۔۔" پاس بیٹھا زاویار ڈرامائی انداز میں ہنسا،

"محترم تو روز ہی لیٹ ہوتے ہیں، کوئی نئی بات پوچھو"اُس کا منہ ابھی تک غبارے کی طرح پھولا تھا۔

"اِسے کیا ہوا ہے؟"اُس کی بات پر تاشفین نے نورِ فجر سے پوچھا،

"کچھ خاص نہیں، بس زیادہ بھوک لگ جانے سے دماغ متاثر ہو گیا ہے"وہ شرارتی مسکان چہرے پر سجائے بولی، جس پر زاویار نے اُسے گھورا،

"ٹھیک ہے مل جاؤ تم دونوں، دیکھنا کتنے کیس کروں گا تم دونوں پر"اُس کی بات پر وہ دونوں ہنسنے لگے،

"میں مذاق نہیں کر رہا"وہ اُن دونوں کو ہنستا دیکھ کر بولا،

"ہاں بھئی، ہم نے کب کہا کہ تم مذاق کر رہے ہو"تاشفین ہنستے ہوئے بولا،

"دو دن ہوئے ہیں کورٹ جاتے ہوئے، اور وکیل صاحب ہم پر کیس کرنے والے ہیں، واہ"نورِ فجر ہنستے ہوئے پانی کا گلاس تاشفین کی آگے کرتی بولی،

www.novelsclubb.com

"دو نہیں چار دن ہو گئے ہیں" اُس کی بات پر زاویار جل کر بولا، جبکہ نورِ فجر ابھی بھی ہنس رہی تھی۔

"میں ذرا فریش ہو لوں" تاشفین پانی کا گلاس خالی کر کے واپس رکھتے بولا،

"مطلب اور انتظار!" زاویار کی آواز میں صدمہ تھا۔

"زیادہ نہیں بس دس منٹ" وہ اُس کے بال بگاڑتا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔

"کوئی نہیں، میرا وقت بھی آئے گا، ایک دن" وہ اپنے دوبارہ سنوارنے لگا جبکہ فجر دوبارہ کچن میں جا چکی تھی۔

سبرینہ اور فیضی اس وقت صارم کے فلیٹ میں موجود تھے، وہ تینوں اس وقت لاؤنج میں موجود صوفوں پر بیٹھے تھے۔

"اچھا یار اب میں چلتا ہوں، کافی دیر ہو گئی ہے" صارم اپنی جگہ سے اٹھتا بولا،

"اتنی جلدی، ابھی تو پانچ بجے ہیں، رات کا کھانا کھا کر جانا نہ" فیضی بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں یار پہلے ہی امی کا دو بار فون آچکا ہے، گھر جا کر ہی کھانا کھاؤں گا" صارم ٹیبل پر پڑی اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے بولا،

"چلو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی" فیضی اُس کے قریب آگیا، جو بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

"کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھے بتانا" وہ فیضی کے قریب آنے پر بولا،

"نہیں یار، تم نے پہلے ہی ہم پر بہت احسان کیے ہیں، ہم احسان مند ہیں تمہارے" وہ ایک نظر سبرینہ کی طرف دیکھتا ہوا بولا جو اُس کے اٹھتے ہی اپنی جگہ چھوڑتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"دوستی میں کیسا احسان فیضی" صارم اس کی بات کے جواب میں بولا،

"مگر یار۔۔۔۔"

"اچھا نہ چھوڑو اِن سب باتوں کو میرے ساتھ چلو" وہ فیضی کو دیکھتا ہوا بولا،

"کہاں ؟" فیضی نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر صارم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے اپنی بات سمجھادی،

"سبرینہ تم گیٹ لاک کرلو، میں بس دو منٹ میں آتا ہوں" وہ سبرینہ کی طرف دیکھتا ہوا بولا اور صارم کے پیچھے چلا گیا۔ سبرینہ نے آگے بڑھتے دروازہ بند کیا اور واپس آکر صوفے پر بیٹھ گئی، اُس کا دل و دماغ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا، وہ اپنی محبت حاصل کرچکی تھی مگر اُس کے احساسات اُسے کچھ بھی محسوس کرنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ نجانے اس کے دماغ میں کیا خیال آیا کہ اُس نے سامنے پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا، وہ کال کے بٹن کو کلک کرنے ہی والی تھی کہ بیل کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی، موبائل واپس رکھتے وہ دروازے کی جانب گئی اور دروازہ کھول دیا۔ فیضی واپس آچکا تھا۔ فیضی کے اندر

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

داخل ہوتے ہی وہ واپس صوفے پر جا کر بیٹھ گئی، فیضی نے ایک نظر اُس کی جانب دیکھا، اسے وہ بہت اداس اور کھوئی کھوئی لگ رہی تھی، وہ اُس کے قریب آیا،

"سبرینہ" اُس کی آواز پر سبرینہ نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا،

"پریشان ہو؟" وہ صوفے پر اُس کے قریب بیٹھ چکا تھا، اس کی آواز پر نجانے کیوں سبرینہ کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے اور اس نے بے ساختہ اپنی گردن اثبات میں ہلا دی۔

"فکر مت کرو، سب ٹھیک ہو جائے گا، میں تمہارے ساتھ ہوں" وہ اُس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتا ہوا بولا،

"جب تک میری سانسیں باقی رہیں گی، جب تک میرا دل دھڑکتا رہے گا، تم ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی" وہ آنچ دیتے لہجے میں بولتا سبرینہ پر سحر طاری کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں "اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان موجود اُس کے ہاتھ پر مزید زور دیا،

"کہ تمہیں اپنی زندگی میں کبھی، اپنے اس فیصلے پر پچھتاوا نہیں ہوگا" وہ ایک لمحے کو رکا، سبرینہ کو محسوس ہوا اردگرد موجود ہر شے رک گئی ہو۔

"تمہیں خوشگوار زندگی دینا میرا فرض ہے اور میں اِس فرض کو اپنی آخری سانس تک باخوبی نبھاؤں گا" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا جس پر سبرینہ کی آنکھوں سے آنسو اُس کے رخسار پر آ گرے۔

"رونا بند کرو، شاباش" وہ اُس کے ماتھے پر آتی ایک لٹ کو آہستگی سے پیچھے کرتا بولا، اُس کی بات پر سبرینہ نے اپنے آنسو صاف کیے اور فیضی کی جانب دیکھا، وہ سب بھول گئی تھی کہ وہ کیا کیا چھوڑ کر آج یہاں موجود ہے، اُسے یاد تھا تو صرف اپنے سامنے بیٹھا وہ بھوری آنکھوں والا مرد، جو اب اُس کی متاعِ جان تھا۔

"اب آ بھی جاؤ یار" اُس کا ضبط اب جواب دینے لگا تھا۔

"آگیا آگیا" تیزی سے سیڑھیاں اترتا تاشفین اُس کے قریب آتا بولا، وہ اس وقت کریم کلر کے کرتا شلوار میں ملبوس تھا، گیلے بال اُس کے ماتھے پر بکھرے تھے، وہ رف حلیے میں بھی خوبرو دکھائی دے رہا تھا۔

"10 منٹ کا کہہ کر آدھا گھنٹہ لگایا ہے تم نے" وہ اُس کو قریب آتا دیکھ کر بولا،

"جی نہیں دس منٹ کہا تھا، 10 منٹ میں ہی آیا ہوں" تاشفین کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا، جس پر زاویار نے آنکھیں گھمائیں،

"چلو اب کرو شروع" وہ زاویار کو دیکھتا ہوا بولا،

"امو جان کہاں ہیں؟" وہ ٹیبل پر سلاد رکھتی ہوئی نورِ فجر کو دیکھتے بولا،

"وہ تو نو بجے ہی سو گئی تھیں" نورِ فجر کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گئی۔

"خیریت؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نہ اُن کی؟" وہ متفکر لہجے میں بولا،

"جی بھائی طبیعت تو ٹھیک ہے، وہ آج اُن کا دن کافی مصروف گزرا تھا، کافی تھک گئی تھیں اس لیے جلدی سو گئیں" وہ پلاؤ کی ٹرے تاشفین کی جانب کرنے لگی۔

"آہ شکر ہے کچھ کھانے کو ملا، ورنہ مجھے تو لگا تھا آج میں بھوکا ہی اس سے دنیا چلا جاؤں گا" زاویار پلاؤ کا چمچ منہ میں ڈالتے بولا،

"توبہ ہے زاوی" نور نفی میں سر ہلاتی بولی اور اُس کی جانب ایسے دیکھا گویا کہنا چاہتی ہو کہ اِس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"نور کل سے میرا انتظار مت کرنا، میں تو روز ہی لیٹ ہو جاتا ہوں، اتنی دیر بھوکا مت رکھا کرو اِسے" وہ زاویار کی طرف دیکھتا ہوا بولا جو اب تک آدھی پلیٹ صاف کر چکا تھا جبکہ نورِ فجر اور تاشفین نے ابھی کھانے کا آغاز بھی نہ کیا تھا۔

"بھائی ایک نمبر کا جھوٹا ہے یہ، کوئی بھوک نہیں لگی تھی اسے، شام کو ہی اِس نے پیزا آرڈر کیا تھا اور پورا کا پورا خود کھا لیا، مجھے اور امو جان کو پوچھا تک نہیں" نور اسے ندیدوں کی طرح کھاتا دیکھ کر بولی،

"جھوٹی، امو جان سے پوچھا تھا میں نے" نوالہ اُس کے منہ میں ہونے کی باعث اُس کے الفاظ واضح نہ تھے۔

"اور مجھ سے، مجھ سے پوچھا تھا؟" نور پلاؤ کا چمچ منہ میں ڈالتی بولی، تاشفین بھی اب کھانا شروع کر چکا تھا۔

"تم سے کیوں پوچھتا، تم نے کون سا پیسے دیے تھے؟" زاویار اب اپنی پلیٹ میں دوبارہ پلاؤ ڈال رہا تھا۔

"بھائی۔۔" وہ تاشفین کی جانب مڑ کر اُس سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اُس کی نظر تاشفین کے آستین سے جھلکتے، اُس کے بازو پر موجود پٹی پر پڑی،

"بھائی یہ کیا ہوا ہے؟" وہ پریشانی سے بولی، اُس کی آواز پر تاشفین نے سوالیہ نگاہوں سے اُس کی جانب دیکھا، جس پر نور نے اُس کے بازو کی جانب اشارہ کیا، تاشفین نے اپنے بازو کی طرف دیکھا، جہاں سے اب تھوڑی سی پٹی دکھائی دے رہی تھی۔ زاویار بھی اب اُن دونوں کی جانب متوجہ تھا۔

"یہ معمولی سا کٹ لگ گیا تھا، ہاسپٹل میں" اُس پٹی کو دیکھتے اُس کے ذہن میں دوپہر کا منظر تازہ ہو گیا۔

"کیسے؟" نور نے دوبارہ پوچھا،

"کچھ خاص نہیں، بس سرجری کے دوران ہلکا سا کٹ لگ گیا تھا، میں نے بینڈج کر لی ہے، ٹھیک ہو جائے گا" وہ نور کے چہرے پر چھائے پریشانی کے تاثرات دیکھتا ہوا بولا،

"کٹ زیادہ گہرا تو نہیں تھا؟" نور کو اب بھی تسلی نہیں ہوئی،

"نہیں نہیں، بس اوپر والی جلد متاثر ہوئی تھی" وہ اُس کو مطمئن کرتا ہوا بولا جبکہ اس سارے منظر میں زاویار ان دونوں کو دیکھتا پلاؤ کی دوسری پلیٹ سے انصاف کر رہا تھا۔

"آپ نے میڈیسن لی تھی؟"

"فجر وہ ڈاکٹر ہے،اُسے پتہ ہے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں" اس بار اس کے پوچھنے پر زاویار نے جواب دیا۔

"تم چپ رہو" وہ اس کو خاموش کرواتی بولی،

"بڑا ہوں تم سے، کچھ تو عزت کر لیا کرو میری" وہ افسوس کرتا ہوا بولا،

"تم عزت کروانے والی حرکتیں شروع کر دو، میں بھی عزت کر لیا کروں گی" اُس کا دھیان اب تاشفین کے زخم سے ہٹ چکا تھا۔

"یہ عزت کروانے والے حرکتیں کون سی ہوتی ہیں؟ اپنی آئیڈیا؟" زاویار نہایت معصوم شکل بناتا، تاشفین کی جانب دیکھتا بولا،

"اب بس کرو تم دونوں، کھانا کھاؤ خاموشی سے" وہ اُن دونوں کو ٹوکتا ہوا بولا،

"بس آخری بات" زاویار کی زبان پر پھر کھجلی ہوئی،

"یہ پلاؤ تھا کہ اُبلے ہوئے چاول، نہ نمک نہ مرچ" وہ منہ کے مختلف زاویے بناتا بولا،

"اللہ میری توبہ! دو پلیٹ کھانے کے بعد تمہیں احساس ہو رہا ہے کہ۔۔۔" اُس کی بات ابھی جاری تھی بلکہ جب تک وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے موجود تھے یہ نوک جھوک جاری رہنے والی تھی، تاشفین نے مسکراتے ہوئے اپنا سر جھٹکا اور کھانا کھانے لگا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اِن دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

وہ اس وقت کمرے میں اکیلی بیٹھی تھیں، اُنکی آنکھوں کی پپوٹے سوجے ہوئے تھے۔ آج احمد صاحب کا انتقال ہوئے چار دن بیت گئے تھے، اُنکی آنکھیں خشک تھیں۔ اُنکے کمرے کا دروازہ مکمل طور پر بند نہ تھا، اچانک انہیں باہر سے کسی کی بولنے کی آواز آنے لگی، وہ جانتی تھیں کہ باہر کی جانے والی تمام باتیں اُنہیں ہی سنائی جا رہی ہیں، وہ سبرینہ کی چچی اور پھپھو تھیں، جو معمول کے مطابق آج بھی ایک ہی

موضوع پر بات کر رہی تھیں اور ہمیشہ کی طرح اُنکے ساتھ محلے کی چند خواتین بھی موجود تھیں۔

"اللہ میری توبہ! باجی کیا اُسے ایک بار بھی اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال نہ آیا" محلے کی ایک عورت افسوس بھری آواز میں بولی،

"اگر اُسے اتنا ہی خیال ہوتا تو وہ کبھی یہ قدم ہی نہ اٹھاتی" حلیمہ بیگم نخوت سے بولیں،

"میرے بھائی کو قبر تک پہنچا کر خود اپنے عاشق کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہو گی" سبرینہ کی پھپھو نے بھی اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

"پتہ نہیں نکاح بھی کیا ہو گا یا نہیں" محلے کی دوسری عورت بولی،

"جو لڑکیاں گھر سے بھاگ جائیں، اُنہیں نکاح کی ضرورت ہی کہاں ہوتی ہے" حلیمہ بیگم یہ جملہ قدرِ بلند آواز میں بولیں تاکہ اگر باقی باتیں کمرے میں

موجود سکینہ بیگم نہ بھی سن پائی ہو، تو یہ جملہ ان کے کانوں سے ضرور ٹکرا جائے جبکہ کمرے میں موجود سکینہ بیگم کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا، مگر اُن کی آنکھیں ابھی بھی خشک تھیں، وہ اپنی جگہ سے اٹھتی دروازے کے قریب آئیں اور دروازہ بند کر دیا کہ شاید اب باہر سے آتی آوازیں بند ہو جائیں مگر کچھ دیر پہلے کہے گئے تمام جملوں کی گونج اب تک اُن کے کانوں میں موجود تھی۔ وقت نے اُنہیں ایسے دوراہے پہ لا کھڑا کیا تھا کہ انکا خود اپنی موت کی دعا مانگنے کو جی چاہتا تھا۔ وہ واپس اپنی جگہ پر لوٹ آئیں اور ٹیبل پر موجود احمد صاحب کی عینک اٹھاتے بیٹھ گئیں، اُس عینک کو ہاتھ میں لیے اُن کی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا، اُن کا بس چلتا تو وہ گزرے وقت کو واپس لاتے سب ٹھیک کر دیتیں، وہ بولنا مکمل طور پر ترک کر چکی تھیں کیونکہ جو بھی اُن سے بات کرتا، اُس کی بات کا موضوع صرف سبرینہ ہی ہوتی اور اُن کے ہمدردی میں لپٹے تلخ الفاظ سکینہ بیگم کی تکلیف میں مزید اضافہ کرتے تھے۔ انہیں روز دو وقت کا کھانا اسی کمرے میں دے دیا جاتا، وہ جیتی جاگتی

www.novelsclubb.com

لاش بن چکی تھیں، وہ شوگر کی مریض تھیں، مگر چار دن سے انہوں نے اپنی دوائی لینا بھی چھوڑ دی تھی، کیونکہ اب وہ جینا ہی نہیں چاہتی تھیں۔

رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا، سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں موجود محوِ خواب تھے، اسی پہر ایک کلب میں روشنیوں کا سماں تھا، کلب میں موجود تمام لوگ بظاہر جاگے ہوئے تھے مگر اِس وقت وہ سب غفلت کی نیند سو رہے تھے، گہری نیند! تیز میوزک پر ناچتے لوگ اس وقت اپنے انجام کو مکمل طور پر جھٹلا چُکے تھے، سٹیج پر موجود لڑکے لڑکیاں نشے میں گم تھے، اُن کے درمیان فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا، اسلامی حدود تو بہت دور کی بات ہے، وہ سب تو معاشرے کی بنائی گئ حدود کو بھی تجاوز کر چکے تھے۔ سیگرٹ کا دھواں، شراب کی بوتلیں، نیم عریاں لباس میں موجود لڑکیاں یہ کلب بے حیائی اور فحاشی کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اسٹیج سے کچھ دور ایک جانب ٹیبل کے گرد پانچ کرسیاں رکھی تھیں جن پر اس وقت چار لڑکے اور ایک

لڑکی بیٹھی تھی۔اُن کی حالت دیکھ کر اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ وہ سب اس وقت شراب کی نشے میں دھت ہیں،اُن میں سے ایک لڑکے نے آگے بڑھ کر سامنے پڑی شراب کی چار بوتلوں میں سے ایک کو اٹھایا اور پاس پڑے گلاس میں انڈیلا مگر وہ بوتل خالی تھی۔

"یار یہ تو ختم ہو گئی،اور منگواؤ"اُن میں سے ایک لڑکا دوسرے لڑکے کو مخاطب کرتے ہوا بولا،

"نہیں یار بس اب اور نہیں" دوسرا لڑکا نشے سے چور لہجے میں بولا،اس سے پہلے کہ پہلا لڑکا پھر کچھ بولتا،اُس کے پاس بیٹھا لڑکا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر کی جانب قدم بڑھانے لگا،اُس کے قدموں میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

"ارے یار،شہری۔۔"پیچھے موجود لڑکا اسے آوازیں دینے لگا مگر وہ اُسکی آواز کو نظرانداز کرتا اپنے قدم باہر کی جانب گھسیٹنے لگا کہ اچانک اُسکی ٹکر سامنے سے آنے والے ایک شخص سے ہوئی،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ابے، اندھا ہے کیا۔۔۔" وہ لڑکا اپنی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کرتا بولا، نشے کی زیادتی کی وجہ سے اسے سامنے کا منظر دیکھنے میں شدید مشکل کا سامنا تھا جبکہ سامنے کھڑا شخص یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا، وہ لڑکا اُس شخص پر ایک آخری نگاہ ڈالتا باہر کی جانب چل پڑا۔ پیچھے موجود وہ شخص اب بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا کہ ایک اور آدمی اُسکے قریب آیا،

"کیا ہوا کون تھا یہ؟"

"یہ۔۔۔" وہ شخص رکا اور اپنے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجاتا بولا،

"یہ بزنس کی دنیا کے بادشاہ اور ہمارے پیارے حریف فیاض لاشاری کا چھوٹا بیٹا "شہریار لاشاری" ہے۔"

رات کا ایک بج چکا تھا، وہ ابھی بھی لیپ ٹاپ آن کیے اس کے سامنے بیٹھا فائل سٹڈی کر رہا تھا، تھکاوٹ سے اب اس کے اعصاب جواب دینے لگے تھے مگر ابھی بھی اس کا کام مکمل نہ ہوا تھا۔اس نے اپنی آنکھوں پر لگی عینک اُتار کر ایک جانب رکھی، جو وہ صرف پڑھتے وقت استعمال کیا کرتا تھا، اپنا سر بیڈ کے کراؤن سے ٹکائے، آنکھوں کو بند کرتے وہ اپنی کنپٹیوں کو دبانے لگا کہ اچانک اُسے اپنے بازو پر نمی کا احساس ہوا، اُس نے آنکھیں کھولتے اپنی آستین اوپر کی، اُس کے زخم پر بندھی پٹی ایک جانب سے سرخ ہونے لگی تھی۔اُس کا زخم کھل گیا تھا۔وہ لیپ ٹاپ کو ایک طرف کرتا اٹھا اور اپنی پٹی کھولنے لگا، پٹی کھولتے اُس کا زخم اُس کے سامنے عیاں ہوا، اُس کا زخم کافی گہرا تھا۔

پٹی کو ایک جانب رکھتے وہ دوسری پٹی کی تلاش میں اپنے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھا، ڈریسنگ ٹیبل پر فرسٹ ایڈ باکس موجود نہ تھا۔وہ اپنے بازو کو اوپر کی جانب کیے الماری کی جانب بڑھا مگر فرسٹ ایڈ باکس اُسے وہاں بھی نہ ملا۔فرسٹ ایڈ

www.novelsclubb.com

باکس اُس کے کمرے میں ہوتا تو اُسے ملتا! اگر زاویار کو یہ بات پتا چل جاتی کہ ڈاکٹر ہونے کے باوجود بھی تاشفین کے کمرے میں فرسٹ ایڈ باکس موجود نہیں تو وہ اُسے پورا مہینہ طعنے دیتا رہتا، رات بھی کافی گہری ہو چکی تھی، کسی کو اٹھانا بھی مناسب نہ تھا۔ ابھی وہ اسی کشمکش میں تھا کہ وہ باہر جائے یا نہ جائے کہ اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے رومال پر پڑی، وہی گلابی رنگ کا رومال! کچھ لمحے تو وہ صرف اُس رومال کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ کر ٹیبل کے قریب آیا اور رُومال اٹھاتے، اپنے زخم سے بہتے خون کو صاف کرنے لگا۔ رومال سے اپنے زخم کو صاف کرتے اس کے دماغ میں دوپہر کا منظر پھر سے تازہ ہونے لگا تھا، سیاہ آنکھیں اُسکے ذہن کے پردے پر لہرانے لگیں۔ وہ اپنا زخم صاف کر چکا تھا۔

"ضدی لڑکی" اس رومال کو دیکھتے اُس نے اُس کی مالک کے بارے میں تاثر قائم کیا تھا۔ یہ پہلا تاثر تھا جو تاشفین احمد نے آبرو صدیقی کے بارے میں قائم کیا تھا، اِس تاثر میں کتنی تبدیلی آنے والی تھی، یہ تو آنے والا وقت ہی بہتر جانتا تھا۔

www.novelsclubb.com

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اُسے کافی بھلی محسوس ہو رہی تھی، وہ آج بہت خوش تھی، پورے دو ماہ کی محنت اور انتظار کے بعد آج اُسے اس کا پھل مل گیا تھا۔ اُسے ایک پرائیویٹ کالج میں ایک لیکچرار کے طور پر نوکری مل گئی تھی۔ اُنکی شادی کو بھی آج دو ماہ ہو گئے تھے۔ وہ فیضی کی ساتھ شاپنگ پر آئی تھی، شاپنگ سے واپسی پر وہ دونوں نے ساتھ لنچ کیا تھا اور اب سبرینہ کی فرمائش پر وہ دونوں آئس کریم کھانے آئے تھے۔ وہ اس وقت گاڑی میں بیٹھی فیضی کے اِنتظار میں تھی۔ اُس نے اپنا موبائل اٹھایا اور فیضی کو کال ملانے لگی کہ اُسے سامنے سے فیضی آتا دکھائی دیا۔

"یہ لو تمہاری آئس کریم" فیضی گاڑی میں بیٹھتا بولا،

"تھینک یو" سبرینہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے بولی،

www.novelsclubb.com

"ایک منٹ رکو" وہ اسکو آئس کریم پکڑاتے ہوئے بولا، جس پر سبرینہ نے اُسکی جانب دیکھا، سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ پہنے، بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے وہ اُس کے سامنے بیٹھا مصروف انداز میں شاپر سے کچھ نکال رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ آگے کرو" وہ اُسکی جانب دیکھے بغیر بولا،

"کیا؟" سبرینہ اُس کی بات سمجھ نہ سکی، سبرینہ کی بات پر اُس نے پہلے اُسکی جانب دیکھا اور پھر اسکا دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے دوسرے ہاتھ میں موجود گلاب کے پھولوں کا خوبصورت گجرا اُس کے ہاتھ میں پہنا دیا، بلکل اسی طرح اُسکا بایاں ہاتھ تھامتے دوسرا گجرا دوسرے ہاتھ میں پہنا دیا۔

"کیسے ہیں؟" وہ محبت سے اُسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے گجروں کو دیکھتا پوچھ رہا تھا، سبرینہ نے ایک نظر اُن گجروں کو دیکھا اور پھر اپنی نظریں فیضی پر جمائے بولی،

"بہت خوبصوت ہیں" اُسکے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔

"ہیپی ٹو منتھز آف آور ویڈنگ" وہ اُسکی انکھوں میں دیکھتا بولا، اُسکی بات پر سبرینہ ہنسنے لگی،

" فیضی یہ ہر مہینے اپنی شادی کو کون سلیبریٹ کرتا ہے"اُسے یاد تھا پچھلے ماہ بھی فیضی نے اُسے شادی کو ایک ماہ گزر جانے کی خوشی میں ایک نفیس سا بریسلٹ دیا تھا۔

"میں اور تم" وہ ابھی بھی اُسکے ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔

"اچھا فیضی میرے ہاتھ چھوڑو، مجھے آئس کریم کھانی ہے" وہ اپنے ہاتھ اُسکے ہاتھوں میں دیکھتی بولی،

"چھوڑنے کے لیے تھوڑی تھامے تھے یہ ہاتھ" وہ اُسکے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کرتا بولا، اُسکی بات پر سبرینہ کے لبوں پر ایک حیا سے بھرپور مُسکراہٹ آئی،

www.novelsclubb.com

"فیضی ہم ابو کے پاس کب جائیں گے ؟" نجانے اُسکے دماغ میں ایک دم کونسا خیال آیا تھا، اُسکی بات پر فیضی کے لبوں پر موجود مسکراہٹ تھم گئ، سبرینہ کو اُسکے ہاتھوں کی گرفت اپنے ہاتھوں پر کمزور پڑتی محسوس ہوئی،

"انشاءاللہ، بہت جلد" اُسکے لبوں پر آتی مُسکراہٹ مصنوعی تھی اور یہ بات سبرینہ جانتی تھی، ماحول میں ایک دم تناؤ محسوس ہونے لگا، کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"تھینک یو فورایوری تھنگ" سبرینہ ایک نظر گجروں اور پیچھے پڑے شاپنگ بیگز پر ڈالتی بولی۔

"مائی پلیژر میڈم" وہ مسکراتے ہوئے بولا، سبرینہ نے ابھی مزید اُس موضوع پر کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا، وہ خاموشی سے آئس کریم کا کپ اٹھاتی باہر دیکھنے لگی۔

---

www.novelsclubb.com

"واہ اموجان واہ، آج تو مزہ آگیا" وہ پراٹھے کا نوالہ توڑ کر منہ میں ڈالے، آنکھیں بند کیے اُس کا مزہ لیتے بولا جبکہ اُس کے سامنے بیٹھی اموجان مسکراتے ہوئے اُسے دیکھ رہی تھیں،

"لاجواب! اموجان اس کو بھی کچھ سکھادیں" وہ کچن سے آتی ہوئی نورِ فجر کو دیکھتا بولا، اُس کی بات پر اموجان اور نورِ فجر ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرانے لگیں۔

"یہ پراٹھا فجر نے ہی بنایا ہے" وہ اُسے پراٹھے سے مکمل انصاف کرتا دیکھ کر بولیں، جس پر زاویار کا پراٹھا کھاتا ہاتھ ایک دم تھم گیا۔

"کیا؟ سچی؟" وہ حیران ہوتا بولا،

"ہاں بھئی، یہ پراٹھا جو بقول تمہارے "لاجواب" ہے، میری بیٹی نے ہی بنایا ہے" وہ مسکراتے ہوئے پاس بیٹھی نورِ فجر کو دیکھتے ہوئے بولیں، جو طنزیہ نظروں سے زاویار کو دیکھ رہی تھی۔

"اب بولو کسے کیا سکھانا ہے؟" وہ اسے کھاتا دیکھ کر بولی جبکہ وہ اب پراٹھے کو اُلٹ پَلٹ کر دیکھ رہا تھا، وہ دونوں سامنے بیٹھی، اُس کی حرکتوں کو بغور دیکھ رہی تھیں، اچانک اس کے لبوں پر اک مسکراہٹ آئی اور اُس نے پراٹھے کا ایک کنارہ پکڑتے اموجان کے سامنے کیا،

"اموجان دیکھیں، یہ حصہ یہاں سے کچا ہے" اُس کی بات پر اموجان کا دل کیا کہ وہ اپنا سر پیٹ لیں۔

"زاوی۔۔" وہ اُس کو دیکھتے ہوئے بولیں جبکہ نورِ فجر اُسے گھور رہی تھی۔

"ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں؟ اُٹھے نہیں ابھی" وہ اُن کا دھیان اس بات سے ہٹانے کے لیے بولا،

"اٹھتے تو تب نہ جب وہ سوئے ہوتے" نورِ فجر کی بات پر اُس نے سوالیہ نظروں سے اموجان کی طرف دیکھا،

"کیا مطلب؟"

"ابھی سویا ہے تاشفین، ساری رات جاگ کر کام کرتا رہا ہے" اموجان سامنے پڑا چائے کا کپ اٹھاتی بولیں،

"ہاسپٹل نہیں جانا تھا" پراٹھے کا آخری نوالہ توڑتے اُس نے مصروف انداز میں پوچھا،

"دوپہر میں جائے گا" اموجان چائے کے کپ سے پہلا گھونٹ لینے لگیں،

"ذرا دھیان رکھیں، جوان اولاد پوری رات جاگ رہی ہیں" وہ جس انداز میں بولا اموجان ہنس پڑیں۔

"میں مذاق نہیں کر رہا" وہ اُن کو ہنستا دیکھ کر اپنے آپ کو ممکن طور پر سنجیدہ کرتا بولا،

"ہاں بھئی، تم فکر مت کرو، میں دھیان رکھ لوں گی" وہ ابھی بھی ہنس رہی تھیں۔

"تم نے آج یونیورسٹی نہیں جانا؟" وہ اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھتا بولا،

"نہیں" نورِ فجر نفی میں سر ہلاتی بولی،

"روز روز چھٹی، کہیں یہ نہ ہو وہ تمہیں یونیورسٹی سے ہی نکال دیں"

"تم نہ اپنا یہ منہ بند رکھو، جس سے دوسروں کے لیے صرف بری باتیں ہی نکلتی ہیں" نورِ فجر اُس کی بات کا دوبدو جواب دیتی بولی،

"دیکھ لیں امو جان، یہ میری ذرا عزت نہیں کرتی، اِس کو بتائیں میں اس سے بڑا ہوں میری عزت کیا کرے، کل رات بھی میں نے اسے یہی سمجھایا تھا" وہ منہ پھُلاتے ہوئے بولا،

"اور میں نے بھی کل رات یہ کہا تھا کہ عزت کرنے والی حرکتیں شروع کر دو، میں عزت بھی کر لیا کروں گی" وہ اس کو جواب دیتی بولی،

www.novelsclubb.com

"جا رہا ہوں میں، جہاں انسان کی عزت نہ ہو، وہاں رہ کر وہ کیا کرے" وہ ڈرامائی انداز میں دہائی دیتا بولا، نورِ فجر نے اُس کی بات پر آنکھیں گھمائیں۔

"اچھا اموجان اب میں چلتا ہوں" وہ جاتے جاتے ایک دم مڑا،

"اموجان پڑھائی تو اس سے ہونی نہیں ہے، اسے گھر کے کام ہی اچھی طرح سکھا دیں" وہ یہ کہتا باہر کی جانب بھاگ گیا، جبکہ پیچھے بیٹھی اموجان اسکی بات پر ایک بار پھر ہنسنے لگیں۔

دوپہر کا وقت تھا، سورج سوا نیزے پر تھا۔ اسی وقت لاشاری وِلا کے باہر ایک سیاہ گاڑی آر کی، گیٹ پر کھڑے گل خان نے فوراً گیٹ کھولتے گاڑی کو اندر جانے کا راستہ دیا۔ گاڑی کے گیٹ میں داخل ہوتے ہی فیاض لاشاری تیزی سے گاڑی سے اترتے اندر کی جانب قدم اٹھانے لگے، اُن کا چہرہ اس وقت غصے کی شدت سے لال

پڑ رہا تھا۔لاؤنج میں داخل ہوتے ہی انہیں فائقہ بیگم سامنے بیٹھی نظر آئیں،جو فیاض لاشاری کو دیکھتی ان کی جانب بڑھیں،

"فیاض آپ اس وقت؟"وہ ان کے اچانک گھر دیکھ کر حیران تھیں۔

"شہریار کہاں ہے؟"فیاض لاشاری ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے ان سے پوچھنے لگے۔

"شہری،وہ۔۔وہ۔۔"فائقہ بیگم بولتے بولتے خاموش ہو گئیں۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں فائقہ،شہریار کہاں ہے؟"وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے بولے،

www.novelsclubb.com

"شہری تو ابھی سو رہا ہے"ان کی بات کے جواب میں فائقہ بیگم ذرا دھیمی آواز میں بولیں مگر ان کی آواز فیاض صاحب کے کانوں تک رسائی حاصل کر چکی تھی۔

"فائقہ، دوپہر کے دو بج رہے ہیں اور وہ ابھی تک سو رہا ہے، تم۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے اُن کی نظر سیڑھیاں اترتے شہریار پر پڑی، جو آنکھیں ملتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔

"لو آ گئے ہیں صاحبزادے" فیاض لاشاری طنزیہ انداز میں بولتے اس کی جانب بڑھنے لگے۔

"ہیلو ڈیڈ" فیاض صاحب پر نظر پڑتے وہ ایک ہاتھ سے اپنے بال درست کرتا بولا،

"کل رات کہاں تھے تم؟" وہ سخت لہجے میں پوچھنے لگے،

"کیا ڈیڈ؟" شہریار کو ان کی بات سمجھنے میں دشواری ہوئی،

"میں پوچھ رہا ہوں، کل رات کہاں تھے تم؟" فیاض لاشاری غصے سے چلائے،

"میں اپنے دوستوں کے ساتھ تھا" وہ ان سے کچھ قدم فاصلے پر کھڑا تھا۔

"دوستوں کے ساتھ کہاں تھے؟" فیاض صاحب نے پھر سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"ہم حارث کے فارم ہاؤس گئے تھے" شہریار نے بڑی بااعتمادی سے جھوٹ بولا،

"جھوٹ مت بولو شہری، بتاؤ کہاں تھے تم؟" فیاض لاشاری کا چہرہ خون چھلکانے لگا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ڈیڈ، میں۔۔۔" اس کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب فیاض صاحب کا ہاتھ اٹھا اور اس کے گال کو سرخ کر گیا۔ فائقہ بیگم کو اس سب کی امید نہ تھی وہ شہریار کی جانب تیز تیز قدم اٹھانے ہی لگی تھیں کہ فیاض صاحب نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"اگر تم فارم ہاؤس تھے تو کلب میں کون تھا کل رات؟" فیاض لاشاری کی بات پر فائقہ بیگم حیران رہ گئیں، کلب اور شہری!

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں فیاض؟" وہ حیرت کے مارے پوچھ رہی تھیں،

"صرف یہی نہیں، یہ وہاں۔۔۔" وہ بولتے بولتے خاموش ہو گئے، ان میں ہمت نہ تھی کہ وہ اپنے منہ سے وہ الفاظ ادا کر پاتے،

"نشے کی حالت میں موجود تھا یہ وہاں" وہ دوبارہ خاموش ہو گئے۔

"شراب نوشی کر رہا تھا تمہارا بیٹا کل رات" ان کی آواز میں غصے اور افسوس کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"آپ۔۔آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی" فائقہ بیگم سامنے کھڑے شہری کو دیکھتے بولیں،

"کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی مجھے، خاور نے خود اپنی آنکھوں سے اِسے دیکھا ہے اور آج اُس نے سب کے سامنے مجھے اِس کے کرتوت بتائے ہیں" وہ غصے سے شہری کی جانب دیکھتے ہوئے بولے، جس کے چہرے پر ندامت کے تاثرات کی بجائے تنے ہوئے تاثرات تھے۔

"میں سب کے سامنے شرمندہ ہوا ہوں صرف اس کی وجہ سے" وہ دوبارہ شہری کی جانب بڑھے مگر اِس بار اُن کا ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا، شہری اپنے اوپر اٹھنے والے ان کے ہاتھ کو بیچ راہ میں روک چکا تھا۔

"جب بھائی کو اِن سب چیزوں کی اجازت ہے، تو مجھے کیوں نہیں" وہ دو قدم پیچھے ہوا،

"آپ ہر گز مجھے ڈِکٹیٹ نہیں کر سکتے، یہ میری زندگی ہے اور میں اِسے اپنی مرضی سے جیوں گا" وہ ایک لمحے کو رکا،

"اور آئندہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی مت کیجئے گا" وہ یہ کہتا ہوا واپس سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا جبکہ پیچھے کھڑے فیاض لاشاری اور فائقہ لاشاری حیرت کی تصویر بنے اپنی اولاد کو دیکھ رہے تھے۔ گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک کی آواز پیدا کرتیں وقت کے گزر جانے کا احساس دلا رہی تھیں۔

وہ اس وقت شدید پریشانی کی عالم میں ٹیکسی میں بیٹھی تھی، اُسکا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔

"بھائی تھوڑا تیز چلالیں" وہ ٹیکسی ڈرائیور کو مخاطب کرتی بولی،

"باجی گاڑی اس سے زیادہ تیز نہیں چل سکتا" ڈرائیور اپنے پختون لب و لہجے میں بولا جس کے جواب میں آبرو خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر پہلے اُسے اِصباح کی کال آئی تھی جس پر اُسنے اُسے صالحہ بیگم کی بگڑتی طبیعت کی بارے میں بتایا تھا، وہ فوراً اپنا سارا کام چھوڑ کر گھر جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد گاڑی اس کے گھر کے سامنے جا رکھی وہ انتہائی عجلت کے عالم میں گاڑی سے اتری،

www.novelsclubb.com

"بھائی آپ گاڑی یہی روکیے گا، میں بس ابھی آتی ہوں" وہ ڈرائیور کو مخاطب کرتی بولی اور فوراً گھر کا دروازہ بجانے لگی، اس کے دروازہ بجانے کے کچھ دیر بعد ہی دروازہ کھلا، آبرو جلدی سے اندر داخل ہوئی،

"کہاں ہیں امی؟" وہ اِصباح کا آنسوؤں سے بھرا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی،

"اندر۔۔اندر ہیں اپنے کمرے میں "اِصباح جوابا رندھی ہوئی آواز میں بولی،ابرو بھاگتی ہوئی اندر گئی اور صالحہ بیگم کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے،

"امی"وہ تیزی سے اُن کی جانب گئی جو بیڈ پر آنکھیں موندیں لیٹی تھیں،آبرو نے اپنا بیگ بیڈ پر پھینکا اور صالحہ بیگم کے قریب جا بیٹھی،

"امی آنکھیں کھولیں،امی"آبرو انکا چہرہ تھپھپاتے ہوئے بولی،اُسکی آواز پر صالحہ بیگم نے آنکھیں کھول کر اُسکی جانب دیکھا،

"آبرو میری۔۔"اُنکی زبان صرف اتنے ہی الفاظ ادا کر پائی،وہ ہوش کھونے لگی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اِصباح،اِصباح جلدی آؤ"آبرو بلند آواز میں بولی،اِصباح جو آبرو کے لیے پانی لینے گئی تھی بھاگتی ہوئی آئی،

"امی کی چادر لاؤ" اِصباح کو اپنے قریب آتا دیکھ کر آبرو بولی، جس پر اِصباح روتے ہوئے دوسرے کمرے کی جانب بھاگی، کچھ دیر بعد وہ چادر لے کر آبرو کے پاس آئی۔

"امی اٹھیں، امی ہمت کریں" وہ دونوں مل کر صالحہ بیگم کو سہارا دے کر اٹھانے لگیں، آبرو نے چادر صالحہ بیگم کو اُوڑھادی اور وہ دونوں صالحہ بیگم کو سہارا دیتے ساتھ چلانے لگیں، آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے وہ ان کو لے کر گیٹ تک پہنچیں، اُن کو آتا دیکھ کر ڈرائیور فوراً گاڑی سے نکلا اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا، آبرو نے آگے بڑھتے صالحہ بیگم کو اندر بٹھایا۔

"اِصباح تم گھر پر رکو، اپنا خیال رکھنا" آبرو اِصباح کو مخاطب کرتی بولی، جس کے جواب میں اِصباح نے روتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی۔ آبرو نے صالحہ بیگم کے ساتھ بیٹھتے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔

"باجی کہاں جانا ہے؟" ڈرائیور کے احمقانہ سوال پر آبرو نے اس کی جانب دیکھا،

www.novelsclubb.com

"میرا مطلب، کون سے ہاسپٹل جانا ہے؟" وہ آبرو کی نظروں سے گڑبڑاتا بولا،

"سِوِل ہاسپٹل لے چلو" آبرو اس کو جواب دیتے صالحہ بیگم کی جانب دیکھنے لگی، جو اپنے ہوش کھو چکی تھیں۔

صبح دس بجے کا وقت تھا، وہ اس وقت کچن میں موجود تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض پہنے، بالوں کا رف سا جوڑا بنائے، پاؤں کو سفید رنگ کی چپل میں قید کیے وہ اپنے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔ آج اُس کی اور فیضی کی شادی کو چھ ماہ ہو چکے تھے۔ یہ چھ ماہ سبرینہ کی زندگی کا ایک خوبصورت ترین حصہ تھا۔ فیضی کو ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اچھی جاب مل چکی تھی، سبرینہ کی جاب بھی جاری تھی۔ ان چھ ماہ میں اُن دونوں میں صرف ایک بار تلخ کلامی ہوئی تھی اور موضوع اُن کے گھر والے تھے۔ سبرینہ چاہتی تھی کہ اب اُن کی شادی کو سب کے سامنے لایا جائے مگر فیضی ابھی اس کے لیے راضی نہ تھا وہ ابھی کچھ وقت مزید چاہتا تھا۔ اس عرصے کے

www.novelsclubb.com

دوران فیضی دو بار اپنے گھر جا چکا تھا،اُن دِنوں سبرینہ کا اِس فلیٹ میں اکیلا رہنا کتنا مشکل تھا یہ صرف وہی جانتی تھی مگر ہر بار دو دن کے بعد وہ واپس آجاتا۔

اُس نے اپنے سامنے پڑا انڈہ توڑا اور اسے پھینٹنے لگی۔اِس بار فیضی کی امی کی طبیعت شدید خراب تھی جس کے باعث دو دن کی بجائے اُسے گئے ہفتہ گزر چکا تھا۔سب رینہ نے اسے کال بھی کی تھی مگر ابھی اُس کی واپسی ممکن نہ تھی۔ سبرینہ نے بھی اُسے بار بار پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا مگر کل سے وہ سبرینہ کا فون نہیں اٹھا رہا تھا، سبرینہ کا دل شدید گھبرا رہا تھا۔اس نے آگ جلاتے فرائی پین اوپر رکھا،اس میں تیل ڈال کر کچھ دیر کے لیے تیل کو گرم ہونے دیا اور پھر اپنا پھینٹا ہوا انڈہ، فرائی پین میں ڈال دیا۔انڈہ فرائی کرتے اس نے اُسے پلیٹ میں اتارا کہ اُس کا جی متلانے لگا،وہ بھاگتے ہوئے واشروم کی جانب گئی،کچھ دیر بعد وہ واپس کچن میں آئی۔کچھ دنوں سے اُسے اپنی طبیعت شدید بوجھل محسوس ہو رہی تھی،اُس نے آج کالج سے چھٹی بھی اسی لیے لی تھی تاکہ وہ ہاسپٹل جا سکے۔اُس کا دل ہر چیز سے اُکتانے لگا

www.novelsclubb.com

تھا،اُس نے فرائی کیا ہوا انڈہ ایک جانب رکھا،وہ اب بغیر ناشتہ کیے ہی ہاسپٹل جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔فرائی پین کے نیچے جلتی آگ بند کرتے،اُس نے پاس پڑا موبائل اٹھایا اور فیضی کو کال ملائی مگر اُس کا نمبر بند جا رہا تھا۔کال کاٹتے اُس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات واضح تھے مگر اپنے دل کو تسلی دیتے وہ کمرے کی جانب بڑھنے لگی،اسے اب ہاسپٹل جانا تھا۔

"ہاں اِصباح امی اب بہتر ہیں" وہ اس وقت اصباح سے فون پر محوِ گفتگو تھی۔

"نہیں، نہیں ہمیں دیر ہو جائے گی،میں امی کا تفصیلی چیک اپ کروا کر ہی آؤں گی" وہ دوپٹہ اپنے سر پر درست کرتی بولی،

"چلو ٹھیک ہے،اپنا خیال رکھنا،اللہ حافظ" یہ کہتے اُس نے فون کاٹ دیا اور سامنے بستر پر لیٹی صالحہ بیگم کو دیکھنے لگی جنہیں نرس ڈرپ لگا رہی تھی۔اُسے اب صالحہ بیگم کے چیک اپ کے لیے ڈاکٹر کی اپوائنٹمنٹ لینی تھی۔وہ اپنی جگہ سے اٹھتی باہر

کی جانب چل پڑی، ہاسپٹل کی راہداری میں آتے وہ ایک جانب چلنے لگی۔ وہ صالحہ بیگم کو اکثر یہاں کے کارڈیلوجسٹ (دل کے ڈاکٹر) سے چیک کرواتی رہتی تھی۔ کاؤنٹر پر جا کر اُس نے وہاں بیٹھے شخص کو مخاطب کیا،

"ایکسکیوز می" وہ اُس شخص کی توجہ اپنی جانب کرتی بولی، جو اپنے موبائل میں مصروف تھا، آبرو کی آواز پر اُس شخص نے اپنا سر اٹھا کر اُس کی جانب دیکھا،

"جی" وہ اُس کی جانب دیکھتا بولا،

"مجھے ڈاکٹر واسع کی اپوائنٹمنٹ چاہیے"

"انہیں تو یہاں سے گئے دو ہفتے ہونے والے ہیں" اس شخص نے آبرو کو جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" آبرو اس کی بات سمجھ نہ پائی۔

"اُن کا ٹرانسفر ہو چکا ہے دوسرے ہاسپٹل میں، آج کل وہ وہیں ہوتے ہیں" وہ شخص وضاحت دیتا بولا،

"اُن کی ریپلیسمنٹ میں یہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں آیا؟" آبرو نے دوبارہ سوال کیا۔

"جی ڈاکٹر تاشفین آئے ہیں اُن کے ریپلیسمنٹ میں" وہ شخص اپنے سامنے موبائل کو بند کرتا بولا، جس پر مسلسل کسی کے میسجز آرہے تھے۔

"پھر آپ مجھے اُن کی اپوائنٹمنٹ لے دیں پلیز" آبرو نے اپنا مدعا بیان کیا۔

"سوری، آپ کو اُن کی اپوائنٹمنٹ نہیں مل سکتی" اس شخص نے آبرو کی جانب دیکھتے کہا،

"کیا مطلب؟ کیوں نہیں مل سکتی؟" آبرو حیرانی سے پوچھنے لگی۔

"اُن کا سکیجول (شیڈیول) بہت بزی ہے کم از کم دو ہفتے تک آپ کو اُن کی کوئی اپوائنٹمنٹ نہیں مل سکتی" وہ شخص آبرو کو جواب دیتا بولا،

www.novelsclubb.com

"دو ہفتے! مگر۔۔"

"میڈم میں آپ کو مکمل تفصیلات سے آگاہ کر چکا ہوں، اب آپ جا سکتی ہیں" اس سے پہلے آبرو کچھ اور بولتی وہ شخص اکھڑے لہجے میں بولا، اس کی بات پر آبرو کو غصہ آ گیا۔

"کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا؟ میں آپ سے یہاں ڈاکٹر کی اپوائنٹمنٹ لینے آئی ہوں اور آپ۔۔"

"دیکھیں میڈم، میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ وہ دو ہفتے تک بزی ہیں، آپ کو ان کی اپوائنٹمنٹ نہیں مل سکتی تو اب آپ کا یہاں کھڑے رہنے کا کیا مقصد ہے؟" اس شخص کے لہجے میں بیزاری تھی۔

"مگر مجھے اپنے پیشنٹ کو آج ہی چیک کروانا ہے" اب آبرو کے لہجے میں بھی ضد آ چکی تھی۔

"میڈم یہ آپ کا ہاسپٹل نہیں ہے کہ آپ کی مرضی چلے گی، آپ کو اگر اتنی ہی جلدی ہے تو آپ اپنے پیشنٹ کو کسی اور ہاسپٹل لے جائیں" وہ شخص اب بدتمیزی کرنے لگا تھا، کچھ فاصلے پر آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور چند ڈاکٹرز باہر آئے

"آپ اپنی لمٹس میں رہیں" آبرو کی آواز سنتے ایک ڈاکٹر نے اس جانب دیکھا،

"دیکھیں میڈم، آپ میری۔۔۔" اس شخص کے باقی الفاظ منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ وہ ڈاکٹر اُن کے قریب آچکا تھا۔اس نے سرجن کا مخصوص لباس پہنے چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا، اس نے سوالیہ نگاہوں سے اس شخص کی جانب دیکھا،

"سر یہ مسلسل یہاں کھڑی ضد کررہی ہیں کہ۔۔" وہ آبرو کی جانب دیکھتا ہوا بولا رہا تھا کہ آبرو اس کی بات کاٹتی ہوئی بولی،

"میں ضد کررہی ہوں! آپ میری بات سننے کو تیار ہی نہیں ہیں، آپ۔۔"

،مجھے بتائیں کیا ایشو ہے؟" وہ آبرو کی جانب دیکھتا بولا،

"سر یہ"

"مجھے یہاں کے کارڈیالوجسٹ کی اپوائنٹمنٹ چاہیے، آج کی" اِس سے پہلے کہ وہ شخص کچھ بولتا آبرو نے اپنا مدعہ بیان کیا

"اور یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے اگلے دو ہفتے تک ان کی اپوائنٹمنٹ نہیں مل سکتی" وہ غصیلی نظروں سے اس شخص کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"سر آپ کا شیڈیول بہت۔۔"

"اِٹس اوکے، میں دیکھ لیتا ہوں" وہ اس شخص کی بات کاٹتا ہوا بولا،

"آپ پیشنٹ کا بیڈ نمبر اور باقی ڈیٹیلز بتا جائیں، میں پانچ منٹ تک آپ کے پیشنٹ کو وزٹ کرتا ہوں" وہ آبرو کی جانب دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔

"وسیم تم اِن سے ڈیٹیلز لے لو" اس ڈاکٹر نے اُس شخص کو مخاطب کیا، جس نے اثبات میں سر ہلاتے آبرو کی جانب دیکھا،

"آیئے میڈم" وہ کیسے ضبط کر رہا تھا اس کے چہرے سے واضح تھا، آبرو نے آگے بڑھتے اسے ساری ڈیٹیلز دیں اور واپس صالحہ بیگم کے کمرے کی جانب چل پڑی جبکہ پیچھے کھڑا ہوا ڈاکٹر آبرو کو پہچان چکا تھا۔

آبرو کو ابھی صالحہ بیگم کے پاس آئے پانچ منٹ ہی گزرے تھی کہ ایک ڈاکٹر ان کے روم میں داخل ہوا، آبرو نے اس کی جانب دیکھا۔ وہ اسے شناسہ معلوم ہو رہا تھا، وہ اس سے مل چکی تھی مگر کہاں یہ ابھی اسے یاد نہ تھا۔ وہ ڈاکٹر چلتا ہوا صالحہ بیگم کے قریب آیا، وہ ہوش میں تھیں، اس نے ان کے قریب آتے سلام کیا۔ صالحہ بیگم نے نقاہت بھری آواز میں سلام کا جواب دیا۔ وہ ڈاکٹر اُن کا معائنہ کرنے لگا جبکہ پاس کھڑی آبرو ذہن پر زور ڈالتے یہی سوچ رہی تھی کہ اُس نے اس ڈاکٹر کو کہاں دیکھا تھا کہ اچانک اس کے ذہن کے پردے پر ایک منظر نمودار ہوا، یہ تو وہی تھا جس نے اسے کل سنیچنگ سے بچایا تھا، اس کے اِس خیال کی تصدیق اُس ڈاکٹر کی آستین سے جھلکتی پٹی نے کر ڈالی۔ وہ صالحہ بیگم سے باتیں کرنے میں مصروف

تھا، آبروان دونوں کے قریب جانے کی بجائے تب سے مسلسل اُسے دیکھ رہی تھی اپنے آپ پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے تاشفین نے نظریں اٹھا کر آبرو کی جانب دیکھا، دونوں کی نظریں ملتے ہی آبرو نے گڑبڑاتے ہوئے اپنی نظریں دوسری جانب پھیر لیں اور قدم اٹھاتی صالحہ بیگم کے قریب آئی،

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے، جو میڈیسن ڈاکٹر نے لکھ کر دی ہیں، آپ میک شور کریں کے آپ کی پیشنٹ وہ میڈیسن لیں" وہ آبرو کو قریب آتا دیکھ کر بولا

"ورنہ ہمیں مجبوراً اینجیو گرافی کی طرف جانا پڑے گا" وہ اب صالحہ بیگم کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"میں کچھ ٹیسٹ لکھ کر دے رہا ہوں، آپ وہ ٹیسٹ بھی کروا لیجیے" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا، اس نے نظریں اٹھاتے آبرو کی جانب دیکھا، جس نے اس کے بات سمجھتے اثبات میں سر ہلایا وہ اپنی جگہ چھوڑتا کھڑا ہوا اور دروازے کی جانب قدم

بڑھانے لگا،وہ ابھی دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اُس کی سماعت سے آبرو کی آواز ٹکرائی،

" تھینکس اگین "وہ اُسے پہچان چکی تھی،تاشفین کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے،اس نے مڑ کر آبرو کی جانب دیکھا اور سر خم کرتے اُس کا شکریہ قبول کیا اور دروازہ عبور کر گیا جبکہ پیچھے کھڑی آبرو اُسے تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ اُسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

مطلع ابر آلود تھا،پورے آسمان پر بادلوں نے ڈیرا جمار کھا تھا۔وہ ہاسپٹل سے واپسی پر گھر جا رہی تھی، مسکراہٹ اس کے چہرے سے جدا نہ ہو رہی تھی،اس کا روم روم خوشی سے سرشار تھا،اس کے کانوں میں ابھی بھی ڈاکٹر کا کہا گیا جملہ گونج رہا تھا،

"کانگریجولیشنز مسز سبرینہ یو آر ایکسپیکٹینگ "

اسے اپنے ارد گرد موجود ہر چیز خوبصورت اور رنگین محسوس ہو رہی تھی، کچھ دیر پہلے کی ساری پریشانی ہوا ہو گئی تھی۔ وہ کس بات پر پریشان تھی، وہ سب بھول گئی تھی، یاد تھا تو صرف یہ کہ اب اُس کے ساتھ ایک اور جان منسلک ہو چکی ہے، وہ ماں کے رُتبے پر فائز ہونے والی ہے۔ ممتا کا احساس کتنا خوبصورت اور خوشگوار ہوتا ہے، اُسے آج اندازہ ہوا تھا۔ اُسے ایک دم سکینہ بیگم کا خیال آیا، اُسکی مسکراہٹ تھم گئی، اس کے دماغ میں سوال پیدا ہونے لگے،

نجانے وہ کیسی ہوں گی؟

کیا وہ اُسے معاف کردیں گی؟

ہاں وہ اسے معاف کردیں گی، اُسے پوری امید تھی جب وہ انہیں اتنی بڑی خبر سنائے گی تو یقیناوہ اسے معاف کردیں گی۔ اُسے خبر نہ تھی کہ اُس کی امیدوں کی یہ عمارت کس شدت سے زمین بوس ہونے والی ہے، وہ بے خبر تھی کہ اُس کی یہ خوشیاں صرف چند پل کی مہمان ہیں۔

www.novelsclubb.com

سورج غروب ہو چکا تھا، آسمان پر آہستہ آہستہ تاریکی چھانے لگی تھی۔ہاسپٹل سے واپسی پر انہیں شام کے سات بج چکے تھے۔روڈ پر ٹریفک مکمل جام تھی، آدھے گھنٹے کا راستہ تھا مگر ایک گھنٹہ گزر جانے کے باوجود بھی وہ ابھی تک گھر نہ پہنچے تھے۔اس سارے وقت میں اِصباح اُسے تین بار فون کر چکی تھی۔صالحہ بیگم سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھیں۔ان کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر تھی۔کچھ دیر گاڑی چلنے کے بعد ایک بار پھر ٹیکسی سگنل پر جا رکی۔

"ہارن بجانا تو ہر کوئی اپنا فرض سمجھتا ہے" ڈرائیور غصے سے سٹیرنگ ویل پر ہاتھ مارتا بولا کہ اُن کی سماعتوں سے ایک بار پھر ہارن کی آواز ٹکرائی، وہ جو کوئی بھی تھا ہارن پر ہاتھ رکھ کر ہاتھ اٹھانا بھول گیا تھا۔آواز قریب سے آرہی تھی، وہ گاڑی یقیناً اُن کے قریب ہی تھی۔آبرو نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ ایک سیاہ رنگ کی (بی ایم ڈبلیو) تھی۔

www.novelsclubb.com

"ارے بھائی، دکھائی نہیں دیتا کیا, آگے سگنل بند ہے" ہارن کی مسلسل آتی آواز سے عاجز ہو کر ایک بائیک والے نے مڑ کر اس گاڑی والے سے کہا, وہ بائیک ان کی ٹیکسی سے کچھ فاصلے پر تھی۔اس آدمی کی بات پر ہارن کی آواز آنا بند ہو گئی، سب کے کانوں کو راحت پہنچی مگر ایک بار دوبارہ ہارن کی آواز ان کے کان کے پردے پھاڑنے لگی اور ساتھ ہی اس گاڑی نے اُس بائیک کو جو عین اس کے سامنے کھڑی تھی ٹکر ماری۔

وہ بائیک والا اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتے ہوئے بائیک سے نیچے گرا۔آس پاس موجود لوگ اس کی مدد کو قریب آنے لگے کہ اس سیاہ رنگ کی بی ایم ڈبلیو کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آیا وہ "شاہزین لاشاری" تھا, اپنی مغرورانہ چال چلتا وہ اس آدمی کے قریب آیا۔کھلا گریبان، پونی میں بندھے بال، وہ اپنے مخصوص حلیے میں موجود تھا۔

"کیا بول رہے تھے تم؟" وہ اُس شخص کے قریب آتا بولا، جس کو دو لوگ سہارا دیتے کھڑا کر چکے تھے۔

"یہی کہ اندھے ہو کیا, سگنل بند ہے دکھائی نہیں دیتا" وہ شخص غصے سے بولا, اس کی بات پر شاہزین نے ایک مکا اس شخص کے چہرے پر دے مارا۔ آس پاس کھڑے لوگوں میں سے کسی میں بھی اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر اُسے بچاتے، اُس آدمی کی ناک سے خون بہنے لگا تھا، شاہزین نے اُس کا گریبان پکڑتے اسے اپنی جانب کھینچا،

"جانتا بھی ہے تو کس سے بات کر رہا ہے؟" شاہزین کا لہجہ سرد تھا، اس کے جواب میں وہ شخص خاموش رہا،

"بول نہ اب کیوں تیری آواز نہیں نکل رہی؟" وہ اس شخص کا کالر جھٹکتا بولا،

"میں ایک منٹ کے اندر اندر تجھے اور تیری اس کھٹارہ بائیک کو کچل سکتا ہوں، سمجھا" وہ ہتک آمیز لہجے میں اُس کی بائیک کو دیکھتا بولا، وہ شخص اپنا سر جھکائے خاموش تھا۔

"چل معافی مانگ" وہ اس کا گریبان چھوڑتا بولا،

"سنائی نہیں دے رہا کہ کیا کہہ رہا ہوں؟" وہ اسے خاموش دیکھ کر اپنی آواز بلند کرتا بولا،

"مجھے۔۔۔مجھے معاف کر دیں" وہ شخص دھیمی آواز میں بولا مگر اُس کی آواز اتنی ضرور تھی کہ شاہزین اُسے سن پاتا۔

"مجھے آواز نہیں آئی, دوبارہ بول" وہ اپنے کان کی لو کھجاتا بولا،

"مجھے معاف کر دیں" وہ شخص اس بار قدر بلند آواز میں بولا،

www.novelsclubb.com

شاباش, چل اب جا" وہ اس کا کندھا تھپتھپاتا ہوا بولا، شاہزین جانے کے لیے مڑا لیکن جاتے جاتے اس نے اپنی ٹانگ پوری قوت سے اس کی بائیک پر ماری، جس سے اس کی بائیک سڑک پر جا گری۔ آس پاس کھڑے لوگ خاموش تماشائی بنے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے، اگر وہ سب چاہتے تو مل کر اُس شخص کو اِس ہتک آمیز واقعہ سے بچا سکتے تھے مگر کوئی بھی "پہلا قدم" اٹھانے کو تیار نہ تھا۔

گاڑی میں بیٹھی آبرو اور صالحہ بیگم یہ سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں۔ آبرو نے ایک بار گاڑی سے باہر جانے کی کوشش کی تھی مگر صالحہ بیگم کے منع کرنے پر اسے رکنا پڑا۔ شاہزین کے جانے کے بعد لوگ اس شخص کے قریب آئے اور اس کی گری ہوئی بائیک اٹھاتے اس کی مدد کی، سگنل کھل چکا تھا۔

"والدین اپنی اولاد کو تعلیم تو دلوا دیتے ہیں مگر انکو تربیت دینا بھول جاتے ہیں" آبرو صالحہ بیگم کی جانب دیکھتی بولی،

www.novelsclubb.com

"کتنے بدنصیب ہیں وہ والدین، جن کی اولاد کے اعمال کی وجہ سے اُن کی تربیت پر انگلی اٹھائی جائے" صالحہ بیگم کی بات پر آبرو نے ان کی جانب دیکھا، وہ دوبارہ آنکھیں موندے سیٹ سے ٹیک لگا چکی تھیں، آبرو نے ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے نرمی سے اُس پر بوسہ دیا اور اپنا موبائل نکالتے اِصباح کو کال ملانے لگی۔

اُسے گھر آئے ایک گھنٹہ بیت چکا تھا، وہ تب سے مسلسل فیضی کو کال ملا رہی تھی مگر اس کا نمبر بند آرہا تھا۔ یہ خوشی کی خبر وہ جلدی سے فیضی تک پہنچانا چاہتی تھی مگر اس کا مسلسل بند آتا فون اسے پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا۔ اسے ایک دم صارم کا خیال آیا، ہاں اس کو ضرور معلوم ہوگا فیضی کے بارے میں، اس نے اپنے موبائل میں صارم کا نمبر ڈھونڈنا شروع کیا مگر اس کے پاس صارم کا نمبر نہ تھا۔ اسے یاد آیا کہ ایک بار فیضی نے ڈائری پر صارم کا نمبر لکھا تھا، وہ تیزی سے الماری کے قریب گئی

www.novelsclubb.com

اوراس میں سے ڈائری نکالی،ڈائری کھولتے اس نے اس میں سے صارم کا نمبر تلاش کیا،صارم کا نمبر ملتے ہی اس نے نمبر موبائل پر ڈائل کیا،بیل جا رہی تھی مگر دوسری جانب سے کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔تین بار کال کرنے کے بعد بھی جب کسی نے فون نہ اٹھایا تواس نے مایوسی اور غصے کی ملی جلی کیفیات لیے اپنا موبائل بیڈ پر پھینکا۔وہ ابھی اسی سوچ وبچار میں تھی کہ وہ کیسے فیضی سے رابطہ کرے کہ اُسکی سماعتوں سے بیل کی آواز ٹکرائی اُس نے فوراً گھڑی کی جانب دیکھا،دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟"اُس نے خود سے سوال کیا،

"کہیں فیضی تو نہیں"اپنے سوال کا جواب خود کو دیتے اُس نے پاس پڑا دوپٹہ اٹھایا اور دروازے کی جانب چل پڑی،دوپٹہ سر پر لیتے اُس نے دروازہ کھولا،سامنے ٹی سی ایس والا کھڑا تھا۔

"السلام وعلیکم، سبرینہ احمد کو بلادیں پلیز، انکا ٹی سی ایس ہے" دروازے میں کھڑا وہ شخص بولا،

"وعلیکم السلام، جی میں ہی سبرینہ ہوں" وہ اس کو جواب دیتی بولی،

"یہ آپ کا ٹی سی ایس ہے" اس نے ایک لفافہ اس کی جانب بڑھایا،

سبرینہ کو بہت حیرت ہوئی، اس نے وہ لفافہ اس شخص سے لے لیا، اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتی اس شخص نے اسے مخاطب کیا،

"یہاں سائن کردیں" سبرینہ نے اس کے ہاتھ میں موجود پین پکڑتے مطلوبہ جگہ پر سائن کردیا. اس سے پہلے کہ سبرینہ اُس سے یہ پوچھتی کہ یہ ٹی سی ایس کس نے بھیجا ہے، اُسکی نظر اس لفافے پر پڑی، اس پر فیضی کا نام لکھا تھا، اس نے خاموشی سے لفافہ سنبھالتے دروازہ بند کردیا۔ دروازہ بند کرتے وہ واپس کمرے میں آئی اور لفافہ کھولنے لگی, اُس کے ذہن میں سوال اُبھر رہے تھے کہ آخر فیضی نے اُسے کیا بھیجا ہوگا؟

لفافہ کھل چکا تھا، اُس میں سے کچھ کاغذات باہر آئے، اُس کاغذ کو پلٹتے اُسے کتنا بڑا جھٹکا ملنے والا تھا، وہ اُس سے انجان تھی۔ اُس نے کاغذ کو پلٹا، کاغذ پر لکھے گئے دو الفاظ پڑھتے ہی اُسے اس گھر کی چھت اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی، کاغذ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئے، وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گری، اس کی آنکھیں شاک کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

وہ کاغذات طلاق کے کاغذات تھے! فیضی نے اُسے شادی کو چھ ماہ پورے ہو جانے پر طلاق کا تحفہ بھیجا تھا۔

"کیا ماں باپ کو دُکھ دینے والوں کو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں؟"

جاری ہے۔۔۔۔